Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند ضروری ومفید رسالے

تشحیذ الاذہان کے مکمل فائل سنہ ۱۹۱۲ء سے سنہ ۱۹۲۰ء تک — بیس روپے

معارف القرآن - ۱۱ پارہ کے نوٹ از درس حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ — /۸

براہین العقائد - اصول اسلام کے دلائل از قرآن مجید - — /۸

الاستخلاف - ردّ شیعہ از آیات قرآنی - — /۴

کمالات احمدیہ (بجواب شہادات مرزا ثناء اللہ امرتسری) — /۶

مقصد مذہب - یہ مضمون مذہبی کانفرنس میں پڑھا گیا تھا - — /۳

التشریح الصحیح - حدیث نزول المسیحؑ کی شرح نوشتہ علامہ شمس - — /۶

مباحثہ سرگودہ - مباحثہ مابین مولانا سید محمد اسحٰق صاحب و مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب — /۶

پیغام حق - ایک نہایت مؤثر تبلیغی رسالہ — نصف قیمت — /۲

مجمع البحرین (اردو) حضرت خلیفۃ المسیح کے مضامین جو لنڈن میں پڑھے گئے - — /۴

اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سرشٹی نرمان — یہ مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا معرکۃ الآراء مضمون ہے - — /۳

بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	/-	شیعہ سوراج اور اسکے واقعات قابل اندراج	/۱
اسلام کی اندرونی تصویر	/-	چند کارآمد حوالے ع۱ و ع۲ (نوشتہ فاضل جالندھری)	/۱
مسیح موعودؑ اور اُمت محمدیہ (رسالہ تائید اسلام کا جواب)	/۱	کفّارہ (حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)	/۱
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادّہ دلائل عقلیہ و نقلیہ	/-	انجمن تائید اسلام کے رسالہ کا جواب	/-
ذبیحہ گائے اور ہندوؤں کے وید شاستر	/-	عالمگیر مذہب (دہنیج معیار)	/-
آریہ سماجی اور گاندھی جی	/-		

ماہ فروری کا رسالہ وی پی ہوگا

جن احباب نے جلسہ سالانہ پر چندہ ریویو اردو بابت سنہ ۱۹۲۹ء پیشگی جمع نہیں کرایا - یا سنہ ۱۹۲۷ء کی قیمت تا حال نہیں دی انکے نام حسب معمول فروری کا رسالہ ۵ فروری کو وی پی ہوگا اُمید ہے وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دینگے - اسوقت اگر چندہ جمع کرا دیں - تو تمام سال ہم بھی فارغ البال ہو کر آپ کو رسالہ وقت پر پہنچاتے رہینگے -

(مینیجر ریویو اردو - قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

لا اله الا الله محمد رسول الله

بسم الله الرحمن الرحيم ۔ نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے ۔ بیرون ہندوستان سے ... تین روپے

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

ریویو آف ریلیجنز اردو رسالہ

ایڈیٹر ۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

مقصد ... اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعت ...

نمبر ۱ | جنوری ۱۹۳۹ء مطابق رجب المرجب ۱۳۵۷ ہجری | جلد ۳۸

فہرست مضامین

دنیا کب اور کس طرح پیدا ہوئی	۱ / ۹	مولانا اللہ دتا صاحب مولوی فاضل جالندھری
حفاظت ریش	۱۰ / ۳۶	ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن
تردید کفارہ گیارہ عقلی دلیلوں سے	۳۷ / ۴۱	مولوی عالم عبد اللہ صاحب بگولی جامعہ احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ یَفۡقَہُوۡا قَوۡلِیۡ

دُنیا کب، کیوں اور کس طرح پیدا ہوئی؟

(یہ وہ مضمون ہے جو مورخہ ۲۳؍ اکتوبر بعد دوپہر آریہ سماج گجرات کی منعقدہ کانفرنس میں پڑھا گیا)
(ایڈیٹر)

ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (بنی اسرائیل ع)

ایک "کُن" کہنے سے پیدا کر دیا اس نے تمام ❖ یہ زمیں یہ آسماں یہ دَورۂ لیل و نہار

معزز صاحب صدر و جملہ حاضرین کرام! اس کانفرنس کے مجوزین نے جملہ مذاہب سے ایک سوال کیا ہے کہ:-

"دنیا کب، کیوں اور کس طرح پیدا ہوئی؟"

حضرات! خدائے لم یزل کی بے انتہا قدرتوں، اسکی بے شمار طاقتوں کا ایک ادنیٰ سا نقش دنیا کی صورت میں جلوہ گر ہُوا۔ اسکے حسن بے اندازہ کا پرتوہ کائنات پر چمکا۔ ممکنات حیّز مکمن سے منصۂ شہود پر آگئیں اور حضرت انسان سطح زمین پر آباد ہُوا۔ تا وہ صفات الٰہیّہ کا مورد ہو۔ انسان کی بلند خیالیوں کا پرواز شروع ہُوا۔ اور اس نے مخلوقات کی کنہ کی دریافت کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ مگر ہر کامیابی کے بعد وہ اپنے سامنے قدرتوں کے وسیع میدان کو دیکھ کر پکار اُٹھا ؎

کیا عجیب تُو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص ❖ کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

دنیا کا ذرّہ ذرّہ خالق الکل خدا کی ہستی پر شہادت دے رہا ہے۔ اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ مَیں موجود نہ تھا کوئی اور بالا طاقت ہے جس نے مجھے وجود بخشا ہے۔ اور وہی میرے بقاء کا موجب ہے۔ آفتاب و ماہتاب کی چمک اسکی عطا ہے۔ خوبوں کے حُسن میں اُسی کا نور جلوہ فرما ہے۔ غرض ہر چیز اپنی محدودیت، احتیاج، تغیرات اور فناء کے ذریعہ اس حقیقت ثابتہ کو عیاں کر رہی ہے۔ کہ یہ سب اشیاء حادث اور پیدا شدہ ہیں۔ ان کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا کنندہ خدا ہے جو حقیقی طور پر سب خوبیوں، کمالات اور اوصاف کا جامع ہے۔ الحمد للہ

دنیا کی ہیئتِ ترکیبی روح اور مادہ (جیو اور پرکرتی) سے پیدا ہوئی ہے۔ اسلام کے نزدیک ہر ایک ان دو میں سے حادث اور پیدا شدہ ہے۔ روح بھی قادر مطلق خدا کی مخلوق ہے اور مادہ بھی اسی کا پیدا کردہ ہے۔ وہی ہر چیز کی علت اوّلین ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

اللہ خالق کل شیئ وھو الواحد القھار۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ ورنہ اس کی وحدانیت مشتبہ اور اس کا تمام کائنات پر مالکانہ تصرف بے جا ہوگا۔ پھر فرمایا خلق کل شیئ فقدرہ تقدیرا اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ ہر چیز اسکے مقرر کردہ اندازہ سے باہر نہیں جا سکتی روح اپنی خاصیات میں محدود۔ جسم اپنی طاقتوں میں محدود۔ اب بجز ذات باری تعالیٰ ان کی حدبست مقرر کرنے والا کون ہے؟ پس یہ سب اسکی مخلوق ہیں اور وہ ان سب کا خالق ہے۔ ایک دوسری جگہ خصوصیت سے روح کے ذکر میں فرمایا ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ کہ لوگ تجھ سے روح کے حدوث اور قدامت کے متعلق پوچھینگے تو ان سے کہیو کہ روح اللہ تعالیٰ کے امر سے پیدا شدہ ہے۔ جسکی دلیل یہ ہے۔ کہ روح کی طاقتیں اور علم محدود ہے۔ اگر تم ازلی ہوتے اور تمہاری روح ہمیشہ سے ہوتی تو تمہارا علم غیر محدود ہوتا۔۔۔ مگر ایسا نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ پس روح کا حادث ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ قرآن مجید کی اس دلیل کو جناب سوامی دیانند جی نے بھی تسلیم کیا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"اگر جیو کا علم غایت درجہ تک بڑھ جاوے تب بھی وہ محدود علم اور قدرت والا رہتا ہے۔ غیر محدود علم اور قدرت والا کبھی نہیں ہو سکتا۔" (ستیارتھ پرکاش باب ۸ صفحہ ۲۳۹)

غرض اسلام نہ صرف اس دنیا کو حادث قرار دیتا ہے بلکہ دنیا کے ہر ذرہ، ہر جز اور تمام ارواح کو بھی حادث اور قادر مطلق کی مخلوق قرار دیتا ہے۔ وہ نہ روح کی قدامت کا قائل ہے اور نہ مادہ کے لئے ازلیت کا معترف اسکے نزدیک قدیم اور ازلی ذات صرف واجب الوجود اللہ تعالیٰ کی ہے وبس۔

اس مختصر بیان کے بعد اب میں سوال کو لیتا ہوں۔ سوال کے تین حصے ہیں

اوّل۔ دنیا کس طرح پیدا ہوئی۔

دوم۔ دنیا کیوں پیدا ہوئی۔

سوم۔ دنیا کب پیدا ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا کِس طرح پیدا ہوئی

جواب میں اسلام یہ کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جو قدرت کاملہ اور علم تام کا مالک ہے۔ اسکی مشیت اور ارادہ کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ جس طرح "پرمیشور کے ہاتھ نہیں لیکن اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بناتا اور قابو رکھتا ہے پاؤں نہیں لیکن محیط ہونے کے باعث سب سے زیادہ صاحبِ رفتار ہے۔ آنکھ کا آلہ نہیں لیکن سب کو ٹھیک ٹھیک دیکھتا ہے۔ کان نہیں لیکن پھر بھی سب کی باتیں سنتا ہے،، (ستیارتھ باب نمبر ۷ صفحہ ۲۰۴) اسی طرح وہ مادہ کے بغیر دنیا پیدا کرتا ہے۔ وہ دنیا کے بنانے میں روح یا مادہ کا محتاج نہیں۔ بلکہ یہ سب اپنے وجود میں اسکے محتاج ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر۔ ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر۔ کہ اللہ تعالیٰ چونکہ کامل علم اور قدرت رکھتا ہے۔ اس لئے وہ خلق بھی کرتا ہے۔ گویا اگر خدا تعالیٰ کو روح یا مادہ کا خالق نہ مانا جائے۔ تو لازماً ماننا پڑیگا۔ کہ یا تو اسکو علم نہیں یا پھر قدرت نہیں اور اس میں ان کے پیدا کرنے کی طاقت نہیں۔ بہرصورت اس طرح سے ایشور میں ایک نقص ماننا پڑیگا حالانکہ وہ ہر نقص سے پاک ہے۔ پس جیو اور پرکرتی بھی اسکی قدرت سے ہی پیدا شدہ ہیں۔ اسی بناء پر یجروید ۳۱/۱۷ میں لکھا ہے:۔

"اس پرمیشور نے زمین کے بنانے کے لئے پانی سے رس کو لیکر مٹی کو بنایا اسی طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو اکاش سے اور اکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا یہ تمام قدرت اور صنعت اسی کی ہے"

(رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۸۷)

اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق تسلیم کرتے ہوئے "کس طرح،، پیدا کرنیکا سوال ہی غلط ہے۔ لیکن ممکن ہے۔ کہ اس جگہ کسی کو یہ شبہ امنگیر ہو کہ "کیا قادر مطلق وہ کہلاتا ہے جو ناممکن بات کو بھی کر سکے" (ستیارتھ صفحہ ۲۲۳) اس لئے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ "ناممکن،، (یعنی طاقت سے باہر) کا لفظ محض انسانوں کی نسبت سے ہے۔ سرو شکتیمان ایشور کے لئے یہ لفظ گستاخی ہے۔ جو کام طاقت اور قوت کا ہے۔ اور اسکے نتیجہ میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا وہ سب اسکے لئے ممکن ہے۔ ورنہ وہ سرو شکتیمان نہیں۔ ہاں جھوٹ بولنا۔ شریک بنانا۔ چوری کرنا وغیرہ طاقت کا کام نہیں بلکہ کمزوری اور عیب کی بات ہے۔ اسلئے خدا ان سے پاک ہے۔ مگر روحوں کا پیدا کرنا یا مادہ کو وجود میں لانا نہ کمزوری کی دلیل ہے اور نہ عیب ہے۔ اسلئے "قادر مطلق" خدا کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ انکو پیدا کر سکے۔ اور یہی اسلام کا دعویٰ ہے۔ اور آخر کار بانی آریہ سماج کو بھی تسلیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنا پڑا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے :۔

"بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ پہلے بیج پیدا ہوا یا کہ درخت؟ اس کا جواب سنو اگر کہیں کہ پہلے بیج پیدا ہوا۔ تو یہ جھگڑا آن پڑتا ہے کہ درخت کے بغیر بیج کہاں سے آگیا۔ اور اگر پہلے درخت کو ہی مانیں تو بھی بیج کے بغیر درخت کیسے ہوا۔ یہاں بھی بکھیڑا ہی آن گھیرتا ہے۔ اس طرح پر دونو طرف سے اسی کا گھیرا پڑتا ہے اس سے بچنے کے لئے ہم کہتے ہیں کہ پہلے بیج ہی آیا کیونکہ سارے جہان کا بیج ایشور ہی ہے وہاں سے سب کی پیدائش ہوئی۔"

(اپدیش منجری لیکچر ۸ ص ۹۹)

قرآن مجید کیا ہی روشن اور واضح رنگ میں فرماتا ہے :۔

اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝

کہ تمہارا وہ خدا ہے۔ کہ جب وہ کسی چیز کے ہونیکا ارشاد فرماتا ہے تو وہ ہو کر ہی رہتی ہے۔ وہ نہ آلات کا محتاج ہے اور نہ مٹیریل کا۔ درحقیقت اگر غور کیا جائے تو انسان اور خدا کی صنعت میں امتیازی فرق یہی ہے۔ آلات اور مادہ کی موجودگی میں تو انسان بھی بہت کچھ بنا سکتا ہے۔ پھر قدرت الٰہی اور صنعتِ انسانی میں کیا فرق رہا؟ وید نے بھی کہا ہے :۔

"وہ بذاتہ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے وہی اس کائنات کو اپنی قدرت سے بناتا ہے۔ اسکی کوئی علت اولیٰ نہیں ہے بلکہ سب کی اولین علتِ فاعلی اسی پرمیشور کو جاننا چاہیئے۔"

(بھومکا ص ۳ بحوالہ یجروید ۳۱/۲)

غرض اسلام کے نزدیک چونکہ روح اور مادہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا شدہ ہیں۔ اسلئے اسلام پر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کہ روح کس چیز سے پیدا ہوئی۔ خدا سے یا خدا کے غیر سے۔ کیونکہ اسلام کے نزدیک اسکی علت مادی کوئی نہیں۔ وہ خدا کے امر سے پیدا ہوئی ہے۔

اور اگر اس سوال کا منشاء یہ ہے۔ کہ کیا دنیا ڈارون تھیوری کے ماتحت پیدا ہوئی ہے؟ تو اس کا جواب اسلام یہ دیتا ہے۔ کہ نہیں۔ فرمایا لا تبدیل لخلق اللہ۔ پھر پیدائش عالم کے ذکر میں مفصل طور پر فرمایا ہے۔ کہ انسان سے ہی انسان پیدا ہوتا آیا ہے۔ بندر سے انسان نہیں بنا۔ ہاں ابتدائی طور پر اللہ تعالیٰ نے جن انسانوں کو پیدا کیا۔ وہ غیر معمولی قانون، اسکی خاص قدرت سے پیدا ہوئے تھے۔ فرمایا اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور آئندہ کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماءٍ مھین۔ کہ اسکی نسل نطفہ سے چلیگی +

اس جگہ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن مجید کے بیان کے مطابق روحِ انسانی کہیں باہر سے آکر رحم مادر یا صلب پدر میں داخل نہیں ہوتی۔ تا یہ سمجھا جائے کہ ارواح کسی جگہ بند ہیں اور وہاں سے آکر قالب اختیار کرتی ہیں۔ بلکہ جس طرح سے ایک خاص ترکیب کے ذریعہ پانی سے بجلی پیدا کر لی جاتی ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالےٰ کی حکمت کے ماتحت بعض حیوانوں کی اندرونی مشین گھاس وغیرہ سے خالص دودھ نکال لیتی ہے۔ اسی طرح سے نطفہ پر مختلف تغیرات آنے کے بعد اس میں سے قدرت الٰہی کے ساتھ انسانی رُوح لطیف جوہر کی شکل میں نمودار ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید بشری پیدائش کے ذکر میں فرماتا ہے:۔

ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشانٰہ خلقاً اٰخر فتبارک اللہ احسن الخالقین (مومنون ع ۱)

کہ پہلے نطفہ ہوتا ہے پھر علقہ پھر مضغہ پھر اس میں گوشت اور ہڈی پیدا ہوتی ہے اور اسی میں سے انسانی رُوح پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ کیونکہ وہ احسن الخالقین ہے۔

گویا اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے دنیا اور اسکی اجزاء کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا۔ بغیر مادہ کے اور بغیر آلات کے بنایا۔ انسان کی پیدائش انسان سے ہوئی۔ اور روح انسانی پیدا شدہ ہے +

دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ

دنیا کیوں پیدا ہوئی

اسکے جواب میں سب سے پہلے قرآن مجید اس بات کی نفی کرتا ہے۔ کہ خدا دنیا پیدا کرنے کا محتاج تھا۔ فرماتا ہے:۔

ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعاً فان اللہ لغنی حمید

کہ اگر تمام روئے زمین کے انسان بھی اللہ تعالیٰ کا انکار کر دیں تب بھی اس کو پرواہ نہیں۔ وہ تو غنی اور حمید ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر سب اہل زمین نیک تر ہو جائیں تب میرا ذرہ بھر فائدہ نہیں اور اگر سب زمین والے بدکار بن جائیں تب میرا ذرہ برابر نقصان نہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ اس دنیا کے پیدا کرنے کا محتاج نہ تھا اور اس دنیا کی پیدائش سے اسکی ذات میں کوئی زیادتی نہیں ہوگئی۔ بے شک وہ دنیا پیدا کرنے کا محتاج نہ تھا۔ ہاں اس نے چاہا۔ کہ میں انسان کو مقام تکمیل تک پہنچاؤں اور اسکے لئے راحتِ ابدی کے دروازے کھولدوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سو اس نے انسان کو پیدا کیا۔ تا وہ اسکی صفات کا مظہر ہو۔ اسی حقیقت کو حدیث نبوی میں ؛ انّ اللہ خلق اٰدم علیٰ صورتہٖ کے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما خلقت الجنّ والانس الّا لیعبدون ما ارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین۔ کہ مَیں نے جن اور انسانوں کو محض عبادت کیلئے پیدا کیا ہے مَیں ان کے ذریعہ کوئی فائدہ اُٹھانا یا نقصان سے بچنا نہیں چاہتا بلکہ انکی عبادت انکی اپنی ذات کیلئے ہی ہوگی اللہ تعالیٰ تو رزاق اور طاقت والا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت وغیرہ پیدائش عالم کا موجب بنی ہیں۔ تا اس کے صفات اضافیہ کا بھی ظہور ہو۔ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے:-

"پرمیشور کے انصاف۔ پرورش۔ رحم وغیرہ اوصاف بھی تب ہی بامعنی ہو سکتے ہیں جبکہ وہ دنیا کو بنائے۔ اسکی لامحدود طاقت دنیا کی پیدائش قیام۔ فنا۔ اور انتظام کرنے سے ہی بانتیجہ ہے۔" (باب ۸ صفحہ ۲۳۳)

غرض پیدائش عالم کی بڑی وجہ صفات باری یعنی خالق کا ظہور ہے۔ اسکی صفت کا تقاضا تھا۔ کہ مخلوق پیدا ہو۔ سو دنیا بنا دی گئی۔ آغاز میں اس نے غیر معمولی طور پر انسان پیدا کئے اور آئندہ کے لئے تناسل کا قانون مقرر فرمایا۔

اس جگہ اگر یہ سوال ہو۔ کہ جب یہ صفت الٰہی کا تقاضا تھا تو اس کا ظہور مجبوراً کیوں نہ مانا جائے تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے صفات تو لازمی اور غیر منفک ہیں۔ مگر ان کے ذریعہ افعال کا صدور اسکے ارادہ اور مشیت کے ماتحت ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ پس ماننا پڑیگا۔ کہ صفات الٰہی کا ظہور ارادتاً ہوتا ہے نہ کہ اضطراراً۔ خدا تو خدا ہے انسان کی صفات کا اظہار بھی ایک حد تک ارادہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ بولنے کی قوّت اور ناطق کی صفت مجھ میں موجود ہے۔ مگر باایں ہمہ مجھے اختیار ہے کہ جب چاہوں بولوں اور جب چاہوں خاموش رہوں۔ پس خدا اپنی صفات کے اظہار میں بے ارادہ مشین کی طرح نہیں۔ بلکہ وہ صاحب ارادہ ہستی ہے فعالٌ لما یرید۔ اس نے اپنے ارادہ کے مطابق دنیا کو بنایا۔ تا انسان اس تک پہنچکر کمال کو حاصل کرے۔ اور اس کی صفات کے لئے آئینہ کے طور پر بن جائے۔ یہی غرض و غائت ہے۔ جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے خوش قسمت ہیں وے جو اس نصب العین کو مدِّ نظر رکھیں۔

حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے تقاضا کے ماتحت دنیا کو پیدا کیا۔ اور اپنی صفات کے اظہار کے لئے انسان کو بطور آلہ کے منتخب فرمایا۔ اور خود دنیا کی بناوٹ پر غور کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا کسی اور بالا ہستی سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلّق کے لئے بنائی گئی ہے۔ جمادات کا وجود نباتات کے لئے، نباتات کی پیدائش حیوانات کی خاطر ہوئی۔ اور دنیا کی سب چیزیں اپنے اپنے رنگ میں انسان کی خاطر بنائی گئیں۔ حیوانات اسکے لئے مسخر ہیں۔ سورج اور چاند اسکے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ نباتات اور جمادات پر اس کا قبضہ ہے۔ غرض تمام جہان بہ ہیئت مجموعی انسان کے لئے مسخر اور اسکی خاطر بنایا گیا ہے چنانچہ فرمایا ھوالذی خلق لکم مّا فی الارض جمیعًا۔ یہ سب زمین کی چیزیں تمہاری خاطر بنائی گئی ہیں۔ اسی لئے کہا ولقد کرمنا بنی اٰدم۔ ہم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اب عقل انسانی اس بات کو ماننے سے قاصر ہے۔ کہ اتنا بڑا انظام اور یہ تمام سلسلہ کائنات صرف چند روزہ زندگی کے لئے بنایا گیا ہے۔ اسلئے قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ انسان غیر محدود ترقیات کے حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ عرفان الٰہی اور معرفت ربانی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک صوفی نے کیا ہی خوب کہا ہے:۔ ؎

آسماں بار امانت نتواں است کشید ❖ قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند

خدا تعالیٰ اور اسکی تجلّیات غیر محدود اور بے انت ہیں۔ اس لئے انسانی پروگرام بھی بے حد ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں آسکتا۔ کہ جب انسان کی ترقیات بند ہو جائیں ❖

اس جگہ اگر یہ سوال کیا جائے۔ کہ دنیا میں انسان کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور دُکھ میں پڑجاتا ہے۔ اگر نہ پیدا کیا جاتا۔ تو کیا حرج تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہمیشہ انعام۔ راحت اور سُکھ کے کام کرنے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ بے شک دنیا میں مصیبت بھی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ مگر کونسا آرام ہے جو بغیر تکلیف کے حاصل ہو سکتا ہے۔ کیا اسلئے بچّہ کو مدرسہ نہ بھیجا جائے۔ کہ وہاں تکلیف ہوگی اور بچّہ کو محنت کرنی پڑیگی۔ ہرگز نہیں۔ انسانی فطرت ترقی کی خواہاں اور بلندی کی خواہش رکھتی ہے۔ اور ترقی کے لئے تکالیف کا برداشت کرنا ایک ضروری بات ہے۔ پس یہ سوال محض پست ہمتی کی نشانی ہے۔ اور یوں اگر بہ ہیئتِ مجموعی دیکھا جائے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ دنیا میں سُکھ زیادہ ہے۔ کئی لوگ غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ہم تو دُکھوں میں ہی پڑے ہوئے ہیں حالانکہ وہ ہزاروں سُکھ بھوگ رہے ہوتے ہیں۔ اور ایک دفعہ دُکھ جو وہ بھی انکی اپنی غلطی سے آتا ہے۔ اس پر بے قرار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ سوامی دیانند نے لکھا ہے:۔

”اگر دنیا کے سُکھ دُکھ کا اندازہ کیا جائے تو سُکھ کئی گُنا زیادہ ہوتا ہے“ (ستیارتھ باب ۸ صفحہ ۲۳۲)

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے نظام کو محض انسان کے سُکھوں کی خاطر پیدا کیا ہے دُکھ خود انسان سہیڑ لیتا ہے۔ کھانا ایک مفید چیز ہے لیکن بے اندازہ کھانے سے وہی مضر ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی سنکھیا ایک زہر ہے۔ مگر اسکی ایک خاص مقدار کھانے سے لاکھوں انسان زندگی پا رہے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز اپنے اپنے رنگ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان کے فائدہ کی خاطر پیدا کی گئی ہے۔ پس یہ کہنا کہ ہمیں دُکھ میں پیدا کر دیا گیا ہے حقائق الاشیاء سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ پھر یہ بھی غلطی ہے۔ کہ کسی انسان کے پاس ظاہری دولت وغیرہ دیکھ کر ہی اسے سکھی سمجھ لیا جائے۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ قصور و محلات میں بیٹھنے والا اور سونے اور چاندی میں کھیلنے والا اپنے دل میں وہ راحت وہ سرور وہ آرام نہیں پاتا۔ جو ایک درویش کو اپنی جھونپڑی میں حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا دل ہر وقت کُڑھتا رہتا ہے۔ اور اس بے زر درویش کے دل میں اطمینان اور تسکین کی لہریں موجزن ہوتی ہیں۔ پس یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ حقیقی راحت اللہ تعالیٰ کے تعلّق سے پیدا ہوتی ہے۔ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔ اسی کا ذکر انسان کی تسلّی اور تشفّی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اسی کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اور یہی سرورِ دائمی انسانیت کا مقصدِ اعظم ہے۔ لہٰذا انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی تعلّق پیدا کرنا چاہیئے۔ ؎

دل مدہ الّا بدلدارے کہ حسنش دائم است ؎ تا سرورِ دائمی یابی زخیر المحسنین

تیسرا سوال یہ ہے کہ:-

دُنیا کب سے ہے؟

اس سوال کا جواب دینے سے پیشتر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ عنوان مذہب سے غیر متعلّق ہے۔ دنیا ایک ارب پچانوے کروڑ سال سے ہے یا چار ارب سال سے ہے اس کا کوئی اثر ہماری رُوحانیت پر نہیں۔ ہاں اس کو ایک تاریخی سوال کہہ سکتے ہیں۔ لیکن پیدائش عالم کا زمانہ تاریخ کے زمانہ سے قبل کا زمانہ ہے۔ اسلئے کسی الہامی کتاب کی طرف منسوب کردہ سن کیونکر صحیح پرکھا جا سکتا ہے۔ پس یہ بحث ہی کار بیکاراں ہے۔ قرآن مجید نے یہ بتا کر کہ سلسلہ خلق اللہ تعالیٰ کی صفت کے ماتحت جاری ہے۔ ظاہر فرمایا۔ کہ مخلوق ایک غیر معلوم زمانہ سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے دنیا پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ نے بھی فرمایا ہے۔

؎ اوّل اللہ نور اُپایا قدرت دے سب بندے ؎ اِک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

اسی لئے قرآن مجید نے پہلی ہی آیت میں فرمایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ سب جہانوں کے ربّ اللہ تعالیٰ کے لئے سب تعریف ہے۔ یعنی جہان تو بہت ہیں مگر وہ سب حادث اور پیدا شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو پیدا کیا ہے۔ کلّ یوم ھو فی شان۔ ہر وقت اسکی قدرتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ غرض مخلوقات ہمارے اندازہ سے باہر ہیں۔ فرمایا لو کان البحر مداداً لکلمات ربّی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربّی ولو جئنا بمثلہ مدداً۔ کہ اگر سب سمندر سیاہی بن جائیں اور پھر اسکو دو چند کر دیا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تب بھی "کلمات ربّی" بے اندازہ ہیں۔ ما یعلم جنود ربّک الّا ھو سوائے ربّ کے اسکی مخلوق کا کوئی اندازہ نہیں جانتا۔

قرآن مجید سے ظاہر ہے۔ کہ صفات الٰہیہ مثلاً وحدت اور خلق کے لئے دورے مقرر ہیں۔ جو ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔ بے شک خدا تعالیٰ ہمیشہ سے خالق ہے۔ مگر کوئی مخلوق ازلی نہیں۔ بلکہ ہر چیز سے پہلے ایک زمانہ تھا کہ کان اللّٰہ ولم یکن معہ شیٔ۔ سوائے خدا تعالیٰ کے کچھ نہ تھا۔ بقول غالب ؏ نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا۔

پس ہمارے نزدیک باوجودیکہ دنیا صفت خلق کے ماتحت پیدا ہوئی مگر حادث اور اسکا ہر ذرّہ پیدا شدہ ہے۔

اس دنیا کا موجودہ دور آدمؑ سے شروع ہوا۔ اور سورۃ العصر کے الفاظ والعصر میں اس زمانہ کی تعداد بتائی گئی ہے۔ جو آج چھ ہزار کے قریب بنتی ہے۔ اور احادیث میں آیا ہے عمر الدنیا سبعۃ الاف سنۃ (کنز العمال) کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔ یعنی اس موجودہ دور میں انقلاب عظیم کے پیدا ہونے کا عرصہ سات ہزار سال ہے۔ بائیبل سے بھی اسی امر کی تائید ہوتی ہے۔ اور وید جسے سب سے پرانی کتاب قرار دیا جاتا ہے۔ تاریخی طور پر اس کا زمانہ بھی محققین یورپ کے نزدیک تین ہزار سال سے آگے نہیں بنتا۔ پروفیسر ولسن۔ پروفیسر میکس میولر وغیرہ کی بھی رائے ہے کہ ویدوں کو بنے ہوئے زیادہ سے زیادہ ۳۱۰۰ برس گذرے ہیں" (رگوید بھومکا صفحہ ۱۶)

قرآن مجید نے زمین و آسمان کی پیدائیش کو فی ستّۃ ایّام قرار دیکر بتایا ہے۔ کہ چھ عظیم الشان تغیّرات کے بعد یہ دنیا معرض وجود میں آئی۔ وہ کتنا عرصہ تھا۔ کہ جس میں ذرّات مل کر یہ دنیا پیدا ہوئی؟ یہ ایک قیاسی بات ہے۔ قرآن مجید میں یوم کے معنی مطلق وقت کے بھی آتے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بعض دن تمھارے ہزار سال کے برابر ہوتے ہیں اور بعض دن پچاس ہزار سال کے۔ اس لحاظ سے ستّۃ ایّام لکھو کھا سالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ابھی تک سائنس کا خیال بھی اسی حد کے اندر ہے۔ غرض قرآن مجید نے خلق کائنات کا وقت ارادہ الٰہی سے متعلّق قرار دیا ہے۔ یعنی جب مشیت خداوندی نے چاہا۔ کہ مخلوق ہو۔ مخلوق پیدا ہو گئی۔

بالآخر میں اپنے تمام بھائیوں اور بہنوں سے عرض کرونگا۔ کہ جب ہمارا خالق اور مالک ایک خدا ہے۔ وہی ہماری روح کا خالق اور وہی ہمارے ذرّات کا پیدا کرنے والا ہے۔ تو کسقدر حیف ہے۔ کہ ہم اس مُحسن ترین ہستی، حُسن و احسان کی منبع، جود و عطا کی سرچشمہ ذات سے اِنحراف کیئے بیٹھے رہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ سب کچھ اسکے احکام کے مطابق نثار کر دیں۔ ہماری زندگی و موت۔ حرکت و سکون اس کے ارادہ و مشیت کو پورا کرنے کے لئے ہو۔ اور ہم سچّے طور پر اسکے ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار

اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل۔ قادیان

گجرات ۲۳ ۱/۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

حفاظتِ ریش

ڈاڑھی رکھنے کی تحریک سے کوئی مضمون لکھنا اور یہ درخواست کرنا کہ "احمدی نوجوان" ڈاڑھی رکھیں میرے لئے ایک نہایت رنجدہ امر ہے۔ وہ قوم جو دنیا کو دین سکھانے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اور وہ لوگ جن کا سب سے پہلا اقرار سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کے وقت یہ ہو کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے۔ انسے ایسی ادنی بات کا مطالبہ کرنا بھی موجب شرم ہے۔ مگر یہ خیال کر کے کہ بعض غلطیاں جان بوجھکر نہیں بلکہ لاعلمی یا معمولی بات سمجھ کر پیدا ہو جاتی ہیں اور شاید بعض لوگ اس لئے ڈاڑھی منڈاتے ہوں کہ انکو اس شعار اسلامی کی اہمیت نہ معلوم ہو یا اگر حکم تو معلوم ہو مگر وہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے اسکی تاویل کر لیتے ہوں۔ اور خیال کرتے ہوں کہ یہ اُن معمولی باتوں میں سے ہے جن کا کرنا یا نہ کرنا چنداں فرق پیدا نہیں کرتا۔ یہ ٹریکٹ لکھا گیا ہے تا کہ اس مسئلہ کے متعلق جو قساہل بعض لوگوں کی طرف سے ہوتا ہے وہ دُور ہو جائے اور انکو معلوم ہو جائے کہ بعض باتیں اگرچہ بظاہر بہت چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن انکا اثر اس سے بہت زیادہ ہوتا ہے جتنا عام لوگ خیال کرتے ہیں اور ڈاڑھی کا مسئلہ بھی انہی مسائل میں سے ہے۔

ڈاڑھی رکھنا انبیاءؑ کی سُنّت ہے:۔

غالباً اس بات سے تو کسی اہل علم کو اختلاف نہ ہو گا کہ تمام انبیاء علیہم السلام ڈاڑھی رکھتے تھے۔ اور اچھی لمبی رکھتے تھے۔ قرآن مجید میں حضرت ہارونؑ کی ڈاڑھی کا صاف ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اکثر احادیث میں ذکر آتا ہے کہ آپؐ لمبی ڈاڑھی رکھتے تھے۔ حالانکہ اہل کتاب اور اہل فارس میں اُس زمانہ میں بھی ڈاڑھی منڈانے کا عام رواج تھا۔ پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے والے یا آپؑ کی تصویر کو دیکھنے والے بتا سکتے ہیں کہ حضورؑ کی ریش مبارک کتنی بڑی اور موزون اور خوبصورت تھی۔ اسکے سوا حضرت مسیح ناصریؑ کی جتنی تصاویر بنائی جاتی ہیں۔ سب میں انکی ڈاڑھی موجود ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرہ پر بھی ڈاڑھی تھی کیونکہ آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر تم کو ابراہیمؑ کی شکل و ہیئت دیکھنی ہو تو مجھے دیکھ لو۔ اسکے سوا جتنی تاریخوں یا کتب قدیمہ یا تصاویر یا مجسموں سے پتہ لگتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے وہ یہی ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام اس سُنّت کے پابند تھے۔ بر خلاف اسکے کسی ایک نبی کے متعلق بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ ڈاڑھی منڈاتے ہوں ؀

اولیاء کرام کا بھی یہی دستور تھا

نہ صرف انبیاءؑ بلکہ تمام اولیاء بھی اسی سُنّت کے پابند تھے۔ نہ صرف اسلام کے اولیاء بلکہ اگلی اُمّتوں کے بھی جتنے مشہور بزرگ لوگ گذرے ہیں اور جنکو مقربین بارگاہ الٰہی کہا جاتا ہے اسی طریقہ کے پابند تھے۔ اور اسلام کی چونکہ تمام تاریخ محفوظ ہے اس لئے مخصوص طور پر اسلام کے متعلّق ہم کو یہ معلوم ہے کہ ہزاروں لاکھوں اولیائے کرام میں سے ایک بھی ڈاڑھی مُنڈا نہ تھا۔

تمام خلفائے راشدینؓ۔ تمام صحابہؓ۔ تمام ائمہ۔ تمام صوفیا۔ تمام مجدّدین اور اکابرِ دین سب اسی سُنّت کے بشدّت پابند تھے۔ یہاں تک کہ اکثر بادشاہان اسلام کی جو تصاویر دیکھنے میں آتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ڈاڑھی کو شعار اسلام سمجھ کر باقاعدہ رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو سکھوں کے بانی اور سب سے بڑے گرو ہیں انکی تصاویر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ایک مقطّع اور عمدہ ڈاڑھی اپنے چہرہ پر رکھتے تھے۔

غرض میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص کسی مسلّمہ بزرگ کا نام نہیں پیش کر سکتا جسکی بابت وہ یہ ثابت کر سکے کہ وہ ڈاڑھی منڈاتے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت خلیفہ اوّل اور حضرت خلیفہ ثانی کا اُسوہ بھی ہمارے سامنے موجود ہے ؀

نہ صرف بزرگ لوگ بلکہ تمام مُسلمان ڈاڑھیاں رکھتے تھے

احکام اسلامی کا یہ اثر تھا کہ موجودہ زمانہ سے پہلے تمام عالم اسلامی کے لوگ ڈاڑھیاں رکھتے تھے۔ صرف کچھ شیعہ لوگ منڈایا کرتے تھے۔ اور اسلامی حکومت کا یہاں تک اثر تھا کہ ہندوستان میں اکثر ہندو بھی ڈاڑھی رکھتے تھے۔ جیسا کہ واقف لوگ جانتے ہیں۔

ایک ممکن استثناء

یہ ممکن ہے کہ کوئی نبی یا ولی کسی ایسی قوم کا ہو جو قوم ہی قانون طبعی کے ماتحت بغیر ڈاڑھی کے ہے مثلاً حبشی۔ یا نیپالی یا بعض علاقوں کے چینی۔ سو ایسے نبی کو ہم محسوب نہیں کرینگے کیونکہ اسکی قوم ہی اس زینت سے محروم ہے وہ ڈاڑھی کہاں سے لائے۔ ثابت یہ کرنا چاہیئے کہ کسی قوم کو قدرت نے ڈاڑھی سے مزیّن کیا تھا اور باوجود ڈاڑھی کے موجود ہونے کے پھر اسکے نبی یا ولی ڈاڑھی منڈاتے تھے ؀

شارع کا حکم ڈاڑھی کے متعلق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ خود ڈاڑھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھی ہے بلکہ اپنی اُمّت کو اسکے رکھنے کا صاف اور واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:-

قُصُّوا الشَّوارِبَ واعفوا اللحیٰ (مونچھیں باریک کرو اور ڈاڑھی چھوڑو)

(ترمذی ابواب الاستیذان والآداب)

یعنی اے مسلمانو! تمہاری مونچھیں کتری ہوئی ہوں اور ڈاڑھی موجود ہو اور رکھی ہوئی ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات سُنّت نبوی ہے کیونکہ سُنّت وہی فعل ہے جو آنحضرت صلعم خود بھی کریں اور دوسروں کو بھی حکم کریں کہ ایسا کرو۔ سو یہ دونو باتیں اس امر میں ثابت ہیں۔

آنحضرت صلعم کا حکم خدا ہی کا حکم ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:- وما اٰتاکم الرسولُ فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا- (الحشر)

یعنی یہ رسول تم کو جو حکم دے تم اسے مانو اور جس چیز سے تم کو منع کرے اس سے باز رہو۔

ڈاڑھی رکھنے سے کیا مُراد ہے

اسلام نے ہر چیز کو متوسط حد پر قائم کیا ہے اور افراط تفریط کے طریقہ سے بچایا ہے۔ ڈاڑھی چھوڑنے کے حکم سے ایک طرف تو یہ مُراد ہے کہ اسے منڈاؤ نہیں اور دوسری طرف یہ بھی مطلب نہیں کہ سکھوں کی طرح ڈاڑھی کو بالکل اپنی اصلی خود رَو حالت پر چھوڑ دو اور اسکی تزئین اور درستی نہ کرو اور حد اعتدال پر اسے نہ رکھو جہاں ڈاڑھی رکھنے کا حکم آپؐ نے فرمایا ہے وہیں احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خود آنحضرتؐ بھی اپنی ریش مبارک کے زائد اور دُور کرنے کے لائق بالوں کو کٹوا دیتے تھے چنانچہ صحاح ستہ (ترمذی) میں یہ حدیث موجود ہے کہ حضور علیہ السّلام طول اور عرض دونو طرف سے ریش مبارک کی حجامت کروا دیتے تھے۔ یہی طریقہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا بھی دیکھا ہے۔ آپؑ کے پاس نائی ہر جمعہ کو آتا تھا اور حجامت میں بڑھے ہوئے اور فالتو بال ڈاڑھی کے تراشے جاتے تھے اور آپؑ اُسے ایک خوبصورت موزون صورت میں قائم رکھتے تھے۔ پس اسلام کے دوسرے تمام احکام کی طرح ڈاڑھی کے متعلق بھی اعتدال کا عمل ثابت ہوتا ہے۔ کہ نہ تو اسکو خود رَو حالت پر چھوڑ دو اور نہ اُسے بالکل صاف کر دو۔ بلکہ وہ زینت ہے اور چہرہ کی زیبائش ہے اسلئے اسکو مناسب درست اور خوبصورت حالت میں رکھو۔

اللہ جمیل ویحب الجمال

چونکہ ڈاڑھی مرد کے چہرہ کی زینت اور حُسن ہے اس لئے اسلام نے اسکو رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اسلئے اس زینت کو زینت کے رنگ میں رکھو۔ یعنی چہرہ کی وضع اور بناوٹ کے مناسب حال اور خوبصورت بنا کر رکھو۔ اسلام مذہب حسن ہے اور اس وضع کو کبھی پسند نہیں کرتا جسے دیکھ کر لوگوں کو کراہت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسکے یا چہرہ بدنما ہو جائے ÷

ڈاڑھی کی حد بست

زیادہ سے زیادہ حد ڈاڑھی کی یکمشت و دو انگشت ہے۔ یہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے فرمایا کہ اتنی ڈاڑھی رکھ کہ باقی کو مناسب طور پر کٹوا دینا چاہیئے۔ اور کم از کم حد یہ ہے کہ منڈی ہوئی نہ ہو یعنی لوگ دیکھ کر یہ سمجھیں کہ فلاں شخص کے مُنہ پر ڈاڑھی ہے اتنی باریک نہ کی جائے کہ لوگ یہ سمجھیں اور کہیں کہ ڈاڑھی نہیں ہے صرف ایک بہانہ ہے۔ اس زمانہ میں عیسائیوں اور ہندوؤں نے تفریط سے کام لیا ہے اور سکھوں نے افراط سے۔ حالانکہ حضرت باوا صاحب کی ریش مبارک بالکل مسلمان بزرگوں کی طرح تھی۔ سو زیادہ سے زیادہ یکمشت و دو انگشت ہو اور کم سے کم اتنی ہو کہ اسے رکھی ہوئی ڈاڑھی کہہ سکیں ان دونوں حدود کے اندر ہر شخص جو وضع اور قطع اپنے چہرہ اور بناوٹ پر موزوں دیکھے ویسی رکھے ÷

بعض صحابہؓ بھی چھوٹی ڈاڑھی رکھتے تھے

قرون اولیٰ میں چونکہ صحابہ کرامؓ اکثر جنگوں میں مصروف رہتے تھے اور عام لڑائی کے سوا فریقین کے پہلوانوں کو دست بدست لڑائی اور کشتی بھی کرنی پڑتی تھی اس لئے خاص خاص لوگ جو ایسے موقعوں پر آگے نکلا کرتے تھے وہ عموماً اپنی ڈاڑھیاں دوسرے لوگوں کی نسبت چھوٹی رکھا کرتے تھے۔ حضرت علیؓ چونکہ جنگوں کے خاص لیڈر تھے اس لئے انکی ڈاڑھی چھوٹی تھی۔ کیونکہ دشمن کی طرف سے یہ بھی خطرہ ہوتا تھا کہ کہیں لمبی ڈاڑھی پکڑ کر قابو نہ کرلے ÷

اس زمانہ میں مسلمانوں میں ڈاڑھی منڈانا کہاں سے آیا

اس زمانہ میں انگریزوں کے فیشن کی متابعت میں مسلمان نوجوان جو انگریزی تعلیم کے لئے ولایت گئے انہوں نے سب سے پہلے اس کام کو شروع کیا۔ پھر رفتہ رفتہ یہاں کے طلباء اور ملازمین بھی ان کے پیچھے لگ گئے اور الناس علیٰ دین ملوکھم (یعنی لوگ بادشاہ وقت کا فیشن اختیار کر لیتے ہیں) کے مطابق رفتہ رفتہ اب یہ حالت ہو گئی کہ بڑے بڑے دیندار خاندانوں اور علماء کی اولاد بھی اس فیشن میں مبتلا ہو گئی۔ اور میں نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ بعض باپ اپنے نوجوان بیٹوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ارے بیوقوف روز کیوں نہیں اُسترا پھرواتا۔ اور ڈاڑھی بیچاری تو کیا اب تو مونچھوں بلکہ بھنووں پر بھی اُسترا پھرنے لگا ہے۔

موجودہ عالمگیر فیشن سے پہلے ہندوستان میں لکھنؤ کے کچھ شیعہ لوگ ڈاڑھی منڈایا کرتے تھے ان میں یہ طریقہ کس طرح آیا؟ اسکی اصل یہ ہے کہ چونکہ حضرت علیؓ کی ڈاڑھی چھوٹی تھی اسکی سند سے لکھنؤ کے مجتہدوں نے چھوٹی چھوٹی ڈاڑھیاں رکھنی شروع کیں انہیں دیکھ کر لکھنؤ کے نوابوں اور انکے عیاش طبع مصاحبوں نے ایک قدم آگے بڑھایا اور ڈاڑھی کو بالکل ہی صاف کر دیا۔ مگر ہندوستان میں یہ لوگ بالکل معدودے چند تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور عوام پر انکا اثر نہ تھا۔ برخلاف اسکے موجودہ زمانہ میں ڈاڑھی مُنڈانے کی ایک عالمگیر رَو چل پڑی ہے اور سوائے پُرانے زمانہ کے بُڈھوں یا دین سے تعلق رکھنے والے آدمیوں کے اب شاذ و نادر ہی کوئی ڈاڑھی رکھنے والا جوان ہمارے شہروں میں دکھائی دیتا ہے۔

ڈاڑھی کے فوائد

یہ ضروری ہے کہ چونکہ یہ شریعت کا حکم ہے اس لئے ..... اس میں کچھ فوائد بھی ہوں۔ چنانچہ کچھ فوائد اس کے ہم مندرجہ ذیل عبارت میں بیان کرتے ہیں:۔

(۱) ڈاڑھی مرد کے چہرہ کی زیبائش اور زینت ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے ڈاڑھی قدرتی طور پر بالکل نہ نکلے (ایسے آدمی کو اُردو میں خوجہ اور پنجابی میں کھودا کہتے ہیں) تو خواہ اسکے باقی سب عزیز و اقارب ڈاڑھی منڈاتے ہوں اور وہ بھی ایسا ہی ارادہ رکھتا ہو مگر وہ بچارا ڈاکٹروں اور طبیبوں کے ہاں مارا مارا پھرتا ہے اور یہی کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اسکی ڈاڑھی نکل آئے۔ خوجہ یا کھودا ہونے کو وہ عیب اور بدصورتی سمجھتا ہے۔ حالانکہ اسے تو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ ڈاڑھی قدرتی منڈی ہوئی نکلی۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ میرے پاس متعدد ایسے آدمی آئے جو کھودے تھے یا جن کی صرف ٹھوڑی پر ڈاڑھی تھی اور رُخساروں پر نہ تھی۔ اور وہ منڈاتے تھے مگر چاہتے یہی تھے کہ کسی طرح چہرہ پر سب طرف سے ڈاڑھی نکل آئے۔ غرض مرد کے چہرہ پر ڈاڑھی کا نہ ہونا چونکہ اسکے لئے مصیبت اور بدصورتی سمجھا جاتا ہے اس لئے اسکی موجودگی ضرور زیبائش اور زینت ہے۔ خواہ فیشن پرست اس کا انکار ہی کریں۔

(۲) قدرت نے مرد اور عورت میں ڈاڑھی کا وجود ایک بیّن تمیز کے لئے رکھا ہے اس قسم کی تمیز تمام بڑے حیوانات کے نر و مادہ میں ہوتی ہے اور نر کی خوبصورتی پر دلالت کرتی ہے پس مرد کے مردانہ خواص اور علامات کو مٹا کر عورتوں سے مشابہ ہونا کسی صورت سے درست نہیں۔ مَیں نے ایک دفعہ ایک عورت سے پوچھا کہ اگر مرد ڈاڑھی منڈائے تو کیا حرج ہے اسکے مُنہ سے بے اختیار فوراً یہ نکلا کہ "ڈاڑھی سے مرد کے چہرہ پر نور برستا ہے منڈی ہوئی ڈاڑھی والے کے چہرہ پر تو پھٹکار برستی ہے" یہ عورت کی گواہی ہے۔

(۳) ڈاڑھی سے مرد کا رُعب قائم ہوتا ہے۔ مرد دنیا پر حکومت کرنے کے لئے پیدا ہُوا ہے اور حکومت کے لئے جہاں اور چیزوں کی ضرورت ہے وہاں رُعب بھی ایک ضروری چیز ہے۔ اور ڈاڑھی سے مرد کا رُعب اور عظمت بڑھ جاتی ہے اور رُعب بھی ایک خوبی اور خوبصورتی ہے۔

(۴) ڈاڑھی کا ملک کی آب و ہَوا سے بہت تعلق ہے جس ملک میں سردی زیادہ ہو وہاں کے لوگوں کی ڈاڑھیاں بڑی بڑی ہوتی ہیں سخت گرم ملکوں میں ڈاڑھی ہلکی بلکہ ندارد ہوتی ہے۔ سو قدرت کی طرف سے یہ گلے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گردن کو سردی کے اثر سے بچانے کے لئے مفلر کا کام دیتی ہے۔ اور صحت کے لحاظ سے فائدہ کی چیز ہے۔ عورتوں اور بچوں میں قدرتی طور پر گردن میں چربی زیادہ ہوتی ہے اور وہ بجائے اسکے گلے کو گرم رکھنے کا کام دیتی ہے۔ مردوں میں جوان ہو کر وہ چربی دُور ہو جاتی ہے اور بالوں کا مفلر اسکا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ اگر ڈاڑھی نہ ہو تو سردی کے موسم میں اسکی جگہ مردوں کو کوئی اور طریقہ گلے کو گرم رکھنے کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ پس یہ ایک قدرتی ضرورت بھی ہے۔ اسکے سوا خنازیر کا مرض بھی بے ڈاڑھی والوں میں زیادہ دیکھا گیا ہے۔

یہ تو ہوئے جسمانی فوائد۔ اب **اخلاقی فائدہ** بھی سُن لیں:۔

ڈاڑھی جب نکل آتی ہے تو انسان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ مَیں اب بچہّ نہیں رہا اور پھر بچپن کی حرکات اور بعض بُرے کاموں سے بچنے لگتا ہے۔ اس میں حیا۔ ضبط اور طفلانہ بیہودگیوں سے روک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بعض لڑکوں میں جو حسین کہلانے اور معشوق بننے اور حُسن پرستی کی خراب عادتیں پڑ جاتی ہیں وہ بھی ڈاڑھی نکلتے ہی دُور ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ملک میں لوگ ایک دوسرے کو کسی بُرے کام کے کرنے پر طعنہ دیا کرتے ہیں کہ "میاں مُنہ پر ڈاڑھی ہے اور ایسے کام کرتا ہے"۔ وہ یہ فقرہ اسی لئے استعمال کرتے ہیں کہ جانتے ہیں کہ ڈاڑھی نکل آنے پر انسان اپنے تئیں بچوّں سے نکالکر جوانوں سمجھداروں اور عقلمندوں میں لے آتا ہے اور اس خیال کا یہ اثر ہے کہ بہت سی بداخلاقیوں سے بچتا ہے۔ جو لوگ ڈاڑھی منڈاتے رہتے ہیں انکا عام طور پر یہ حال نہیں ہوتا بلکہ بڑی عمر کے ہو جاتے ہیں تو بھی انہی بیہودگیوں اور لغویات اور طفلانہ حرکات میں مبتلا رہتے ہیں کیونکہ نظر کے سامنے کوئی مانع نہیں نظر آتا اور خود کو بچہّ ہی سمجھتے رہتے ہیں۔

تیسرے **دینی فائدہ** بھی ہے جو ڈاڑھی رکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اوّل اس میں تعمیل حکم شریعت ہے جو اس زمانہ میں ایک عجیب رنگ رکھتی ہے۔ گذشتہ زمانہ میں تو ڈاڑھی کا رکھنا گویا شعار اسلام اور فیشن دونوں میں داخل تھا۔ مگر آجکل ڈاڑھی رکھنا اس سے بہت زیادہ ثواب کا کام ہے کیونکہ آجکل فیشن اور زمانہ کی رَو کا مقابلہ کر کے جو شخص شریعت کو مقدّم کر لیتا ہے وہ نہ صرف زیادہ اجر کا مستحق ہوتا ہے بلکہ اُسے ہمیشہ اپنے ہر کام میں دین کو مقدّم کرنے کی قوّت ملتی ہے۔ جب اس نے ایک دفعہ دنیا سے مقابلہ کر لیا تو اسے اسکے بدلہ میں اپنے اس فعل سے اتنی طاقت روحانی حاصل ہو جاتی ہے کہ اور امور میں بھی دنیا، اس پر غالب نہیں آسکتی۔ اور وہ ہر مقابلہ کے وقت سفلی خواہشات پر غلبہ پاتا ہے اور خدائی احکام کے سامنے مخالف رسم و رواج کی پروا نہیں کرتا۔

ایک اور دینی فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے ظاہر کو اسلام اور آنحضرتؐ کی سُنّت کے مطابق رکھتا ہے اسکی ظاہری جسمانی حالت رفتہ رفتہ اسکے باطن پر ایسا اثر ڈالتی ہے کہ اسکی روح بھی اسلامی رنگ اور آنحضرتؐ کے طریقہ میں رنگین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اسکا ظاہر اور باطن دونو آراستہ اور پیراستہ ہو جاتے ہیں اس لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا من تشبّہ بقومٍ فھو منھم یعنی جس نے اپنی ظاہری حالت ایک قوم کے مانند کرلی تو سمجھ لو کہ وہ انہی میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ آدمی نقل اسکی اُتارتا ہے جس کی محبت اور عظمت اسکے دل میں ہو کیا یہ ممکن ہے کہ دعوٰی تو مسلمان اور احمدی ہونیکا ہو اور پیشرو اور مقتدا اپنا محمدؐ صلعم اور مسیح موعود علیہ السّلام کو قرار دیا جائے اور کہا جائے کہ انکا مذہب اور ہدایت کامل اور وہ خود کامل۔ انکے سوا دنیا میں کوئی شفیع اور نجات دہندہ نہیں مگر ظاہری شکل سے یہ معلوم ہو کہ یہ شخص خود اپنے آپ کو جھٹلا رہا ہے اور اس کا دل آنحضرتؐ اور آپؐ کے محبّین کی شکل اور وضع کو پسند نہیں کرتا۔ اور نہ انکے حکم کی عزّت اور قدر کرتا ہے بلکہ دلی خواہش اسکی یہ ہے کہ میں اپنی وضع اور فیشن ان کے صریح حکم اور ارشاد کے خلاف رکھوں گا اور ان لوگوں سے اپنی مماثلت قائم کرونگا جو خدا کے دشمن اسکے رسولؐ کے دشمن قرآن کے دشمن اور جنکی تمام کوشش اسی بات میں ہے کہ اسلام کے نام اور اس کی خصوصیات کو دنیا سے ناپید کردیں۔!!!

شفاعت کے مسئلہ سے بھی ظاہری تشابہ کو بہت کچھ مناسبت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے شفاعت کے معنی بھی یہی بتائے ہیں کہ جو شخص آنحضرتؐ سے جتنا مشابہ ہوگا اتنا ہی اسکو شفاعت سے فیض ملیگا۔ حقیقی شفاعت کا وہی حقدار ہوگا جس کا ایمان آنحضرتؐ کے ایمان کے مشابہ اور جس کے اعمال آنحضرت صلعم کے اعمال کے مشابہ اور جسکے اخلاق آنحضرتؐ کے اخلاق کے مشابہ اور جسکی معاشرت آنحضرتؐ کی معاشرت کے مشابہ اور جس کی ظاہری صورت آنحضرتؐ کی ظاہری صورت کے مشابہ ہو۔ یعنی جسقدر ظاہر اور باطن میں جو شخص حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مثل و مانند ہو جائیگا اتنا ہی اسکو شفاعت سے حصہ ملیگا کیونکہ شفاعت کے معنی شُفع یعنی جوڑا بن جانے کے ہیں۔ پس تعجب ہے اس شخص پر جو آپؐ کی ظاہری شکل سے نفرت کرے اور پھر آپؐ کا مثیل اور مانند ہونے کا دعوٰی کرے۔ اندر کا حال........ کسی کو کیا معلوم ہے جب ذرا سی بیرونی مشابہت میں شریعت کی مخالفت کی جاتی ہے تو کیا خبر کہ وقت پڑے پر زیادہ ضروری معاملات میں وہ شخص نفس کا پابند رہیگا یا آنحضرتؐ کا مطیع ÷

ڈاڑھی منڈانے کے نقصانات

ظاہری ۱۔ چہرہ کی زینت اور زیبائش کی کمی رُعب کی کمی۔

لڑکوں اور عورتوں سے مشابہت۔

یہ تو پہلے بیان ہو چکیں۔ مگر اس کے سوا اور بھی نقصانات ہیں:۔

ایک۔ ان میں سے اسراف مال اور وقت کا ہے۔ ڈاڑھی مونڈنے والوں کو ایک گھنٹہ روزانہ صرف اسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آلات

کام پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ بعض آدمی تو اس سے زیادہ وقت اپنا اس میں ہر روز ضائع کرتے ہیں۔ تمام صابون روغن شیشہ گرم پانی وغیرہ وغیرہ مہیا کرکے میز پر لگائے جاتے ہیں۔ پھر دس منٹ تک برش سے صابن ملا جاتا ہے۔ سیفٹی ریزر لگایا جاتا ہے یا معمولی اُسترے کو سٹراپ کرکے اُلٹا اور سیدھا بار بار ہر جگہ پھیرا جاتا ہے تاکہ کھونٹی بھی بال کی نظر نہ آئے۔ پھر مُنہ دھو کر صاف کرکے کریم یا بورک فیکس یا ایسی اور نرم کرنے والی اشیاء لگائی جاتی ہیں۔ غرض کسی صورت میں ایک گھنٹہ سے کم وقت عمدہ حجامت کرنے والے کا نہیں لگتا۔ اور ہر روز یہ گھنٹہ بھر وقت جو بہت عمدہ صبح کا وقت ہوتا ہے اور جس وقت انسان کا دماغ بہت صاف اور کام کرنے کا اہل ہوتا ہے نہایت بے دردی سے ضائع کیا جاتا ہے۔

پھر اسراف مال کا یوں ہے کہ طرح طرح کے اُسترے یا سیفٹی ریزر کے پھل اور طرح طرح کے صابون اور جلد کو نرم رکھنے والے مصالحے۔ اور برش وغیرہ وغیرہ اشیاء باقاعدہ خریدنی پڑتی ہیں جن کا اگر حساب کیا جائے تو چند روپیہ ماہوار کا دائمی خرچ ہیں۔

پھر جو لوگ نائی کے سپرد یہ کام کرتے ہیں ان کو نائی کی اُجرت اور اسکی محتاجی کافی مصیبت ہے۔

علاوہ اسراف کے ڈاڑھی مُنڈا ہوا چہرہ خوبصورت نہیں رہتا۔ خصوصاً ادھیڑ عمر میں یا بڑھاپے میں۔ ڈاڑھی مُنڈانے والا شخص سخت بدصورت معلوم ہوتا ہے۔ اسکے چہرہ کو دیکھ کر کراہت آتی ہے۔ وجہ یہ کہ بڑی عمر میں چہرہ پر عام طور سے ایسے تغیرات وارد ہوتے ہیں کہ اگر ڈاڑھی کا نور انکو نہ چھپائے تو چہرہ مکروہ معلوم ہونے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑھاپے میں مرد کا چہرہ عورت کی نسبت زیادہ خوبصورت ہوتا ہے۔ کیونکہ عورت کی ان نقائص کو اگر فریبی نہ چھپا لے تو اسکی جھریاں اور تغیرات نمایاں ہو جاتے ہیں۔ برخلاف اسکے مرد کے تغیرات ڈاڑھی کی وجہ سے چھپے رہتے ہیں بلکہ خوبصورت ڈاڑھی بڈھے مرد کے چہرہ کو زیادہ نورانی کر دیتی ہے۔ ممکن ہے کہ آغاز جوانی کے زمانہ میں ڈاڑھی مُنڈا ہوا چہرہ بُرا نہ لگے مگر عمر رسیدہ شخص کا مُنڈا ہوا چہرہ دیکھنے سے تو قے آتی ہے۔

اسکے علاوہ نوجوانوں میں بھی ہر شخص حسین نہیں ہوتا۔ بکثرت لوگوں کے چہرے کچھ نہ کچھ نمایاں بدصورتی اپنے اندر رکھتے ہیں۔ کسی کا مُنہ بہت دُبلا پتلا ہے۔ کسی کے گال پچکے ہوئے ہیں۔ کسی کی ٹھوڑی بدشکل ہے۔ کسی کا جبڑا بدصورت ہے۔ کسی کے چہرہ کے نچلے حصّہ پر داغ یا نشانات ایسے ہیں جن کا چھپا رہنا بہتر ہے کسی کا تمام چہرہ اسکے جسم کے مقابلہ میں بہت چھوٹا یا بے حد بڑا ہوتا ہے۔ کسی کی گردن میں گھیگا یا اور کسی قسم کی بدصورت کرنے والی مرض موجود ہوتی ہے۔ یا پرانے خنازیر اور زخموں کے نشانات موجود ہوتے ہیں ڈاڑھی کا وجود کئی ایسی بدصورتیوں کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ناک یا ہونٹوں کی بدصورتی بھی عمدہ ڈاڑھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے نظر انداز ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاڑھی مرد کے لئے زینت ہے۔ سر سید احمد خاں کی ڈاڑھی کے اندر ایک بڑا گھیگا تھا جو قریباً بچے کے سر کے برابر ہوگا مگر سوائے خاص دوستوں کے کسی کو اسکی خبر نہ تھی۔ ڈاڑھی نے اسے ایسی خوبی سے ڈھانک رکھا تھا کہ معلوم بھی نہ ہوتا تھا کہ انکی گردن میں اتنی بڑی رسولی ہے۔

خیر۔ اگر بدصورتی کوئی بھی نہ ہو تب بھی ڈاڑھی کسی نوجوان کے مُنہ پر بُری نہیں لگتی۔ اگر بالوں کو شروع سے ہی نکلنے دیا جائے اور نہ انکو نوچا، یا اکھیڑا جائے نہ مونڈا یا کاٹا جائے۔ تو ایسی ریشمی ملائم چمکدار چھلّوں دار اور خوبصورت ڈاڑھی نکلتی ہے کہ دیکھ کر دل خوش ہوتا ہے۔ مگر افسوس کہ رونگٹا نکلنے نہیں پاتا کہ اُسی وقت سے ناخونوں یا قینچی سے اسے نوچ کر یا کاٹ کر پھینک دینا شروع کر دیا جاتا ہے۔ پھر سخت بال نکلنے شروع ہوتے ہیں اور کہیں بچے ہوئے کہیں موجودہ بڑے لگتے ہیں تو پھر اُسترے سے یوں برابر کیا جاتا ہے کاش کہ شروع سے ہی بالوں کو اُگنے دیا جاتا تو نہ کوئی بدصورتی ظاہر ہوتی نہ بال خراب ہوتے نہ حُسن ضائع ہوتا۔

اخلاقی نقصان یہ پہلے بیان ہو چکے یعنی جو اخلاقی فوائد۔ حیا ضبط و طفلانہ حرکات سے بچنے کے ڈاڑھی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ منڈانے کی وجہ سے وہ فوائد حاصل نہیں ہوتے آجکل مدرسوں اور بورڈنگ ہوسوں میں جہاں حُسن پرستی وغیرہ لغویات کا بہت زور اور رواج ہے ایسے لڑکے جن کی ڈاڑھیاں نکل آئیں اور محفوظ رہیں دوسرے شریر اور بدمعاش لڑکوں اور اُستادوں کی زد سے بچے رہتے ہیں

دینی نقصان یہ دینی فوائد کے ضمن میں اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے علاوہ ایک ضروری بات یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ بعض بڑی بڑی غلطیاں انسان ایسی کرتا ہے کہ انکا علم لوگوں کو نہیں ہوتا۔ وہ مخفی رہتی ہیں اور اس شخص کے ذاتی گناہوں میں محسوب ہوتی ہیں پھر جب خدا چاہتا ہے انکو معاف کر دیتا ہے۔ دوسرا انپر اطلاع نہیں پاتا۔ مگر ظاہری شعار اسلام کی مخالفت خواہ وہ بظاہر کتنی ہی حقیر ہو بہت زیادہ بُری ہے کیونکہ ایک تو اس میں علانیہ شریعت کی مخالفت یا نافرمانی کا پہلو ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مخفی بُرائی کا اثر تو اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے لیکن ظاہر بُرائی جو پبلک میں کی جائے اس کا اثر دوسرے لوگ بھی لیتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص جو ڈاڑھی منڈاتا ہے اسکے دیکھا دیکھی اسکے بچے اور بھائی اور دوست اور نوکر وغیرہ اثر لیکر بھی یہ کام کرنے لگتے ہیں اور جب تک یہ سلسلہ چلیگا سب کا گناہ اور وبال اسپر پڑیگا۔ اس طرح ایک خفیف گناہ کا نقصان ایک کبیرہ گناہ سے بڑھ سکتا ہے اسی لئے پبلک مخالفت شریعت کی خواہ وہ نہایت ادنیٰ بات میں ہو ایک پرائیویٹ گناہ سے بہت بڑھکر ہے کیونکہ اس میں ایک باغیانہ رنگ پایا جاتا ہے۔ اور ڈاڑھی منڈانا ان چھوٹی باتوں میں سے ہے جو یہ دونو سُقم اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اندر رکھتی ہیں اور اس طرح ایک بڑے گناہ کی شکل اختیار کر سکتی ہیں۔ پس استخفافِ شریعت کے خطرناک پہلو کو نہ اختیار کرو۔ کیونکہ انسان جب گرنے لگتا ہے تو زینہ بزینہ اور قدم بقدم تنزل اختیار کرتا ہے پہلے ایک بات کو معمولی سمجھتا ہے اور کر لیتا ہے پھر اسکے نتیجہ میں اس سے بڑی بات اسے مجبوراً اختیار کرنی پڑتی ہے اسی طرح ایک خطا دوسری خطا کی محرک اور دوسری تیسری کی محرک ہوتی ہے یہاں تک کہ ظاہر خراب ہو کر پھر باطن بھی پاکیزہ نہیں رہتا۔

پھر ڈاڑھی منڈانا ایک اور طرح بھی نقصان دہ ہے۔ یہ ایک دفعہ کا فعل نہیں بلکہ ایسا فعل ہے جو بار بار ہمیشہ بلکہ روزانہ کیا جاتا ہے۔ یعنی اسکی عادت پڑ جاتی ہے۔ اتفاقی گناہ کو تو کرنے والا یکدم چھوڑ سکتا ہے مگر جس چیز کی عادت پڑ جائے اس کا ترک بڑی مصیبت ہے۔ پس جو بُری بات ہو وہ کتنی ہی ادنیٰ ہو مگر اس کی 'عادت' ہو جائے تو وہی بڑی بن جاتی ہے کیونکہ وہ انسان پر عادت ہو جانے کی وجہ سے مسلط ہو چکی ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ کسی عادت میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر اسکا ترک قریباً محال ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ بھی "عادت" ہے یعنی ہمیشہ اور روزانہ کی جاتی ہے اس لئے اسکو بھی عادی لوگ چھوڑ نہیں سکتے حالانکہ بعض لوگ دل سے اسے بُرا بھی جانتے ہیں۔ اسکی وجہ یہی "عادت" کا سوال ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ نصیحت فرمائی ہے:۔ ؎

ولا تحسبن ذنبا صغیرا کھین ٭ فان وداد اللمم احدی الکبائر

یعنی اے مخاطب تُو چھوٹی چھوٹی بدی کو بھی حقیر نہ سمجھ کیونکہ بدی تو خواہ چھوٹی ہو مگر اس سے جو اُنس ہو جاتا ہے اور بار بار کرنے سے اس کی رغبت اور محبت جو دل میں بیٹھ جاتی ہے یہ خود ایک کبیرہ گناہ ہے۔

بعض امراض

ہر شخص سوائے صاحب حیثیت آدمی کے ہمیشہ اپنا اُسترہ اور سامان سفر اور حضر میں ساتھ نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے اکثر حجاموں سے مدد لینی پڑتی ہے اور وہ لوگ انگریزوں کی طرح ہر دفعہ اپنے اوزاروں کو اُبالتے نہیں اس لئے بعض لوگوں کے چہرہ پر کئی قسم کے امراض گندے اُستروں یا گندے برش وغیرہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ آتشک۔ زہریلے زخم۔ ڈھائی دن کی پھنسی (سُرخ مادہ) داد وغیرہ جلدی امراض ڈاڑھی منڈانے والوں کے چہرہ پر دیکھنے میں آئے ہیں کوئی کہہ سکتا ہے کہ سر منڈانے والوں کے لئے بھی یہی مصیبت پیش آسکتی ہے۔ یہ انکے اعتراض کو تسلیم کرتا ہوں مگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرض کرتا ہوں کہ سر کوئی کوئی آدمی منڈاتا ہے اور کبھی کبھی اور ڈاڑھی منڈانے والا ہر روز ہر ۲۴ گھنٹہ میں ایک دفعہ اُسترہ پھرواتا ہے اس لئے وہ دوسروں کی نسبت دس گُنا زیادہ خطرہ میں ہے۔

اس کے سوا ایک خاص مرض ہے جو صرف ڈاڑھی منڈانے والوں میں ہی میں نے دیکھا ہے یعنی ٹھوڑی اور رُخساروں اور جس جس جگہ اُسترا پھیرا جاتا ہے وہاں چھوٹے چھوٹے مسّے کھال میں پیدا ہو جاتے ہیں اور بڑھتے جاتے ہیں اور بعض اوقات تو بے حد ہو جاتے ہیں اُسترا پھیرو تو وہ سب کٹ جاتے ہیں اور خون بہنے لگتا ہے مگر چند دن میں پھر مروڑیاں مروڑیاں سی پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ بہت تکلیف دہ مسّے ہوتے ہیں اور مشکل سے جاتے ہیں۔ گو یہ تکلیف ہر منڈوانے والے کو نہیں ہوتی مگر پھر بھی نادر نہیں ہے بلکہ عام طور پر ڈاکٹروں کے ملاحظہ سے گذرتی ہے ؎

ڈاڑھی منڈانے کے بعض فرضی فوائد کا ردّ

میں نے کئی لوگوں سے پوچھا کہ ڈاڑھی منڈانے میں کیا فائدہ ہے؟ اکثر نے تو یہ جواب دیا کہ رواج ہے ہم تو اس لئے منڈاتے ہیں۔ اور یہی جواب سچ ہے۔ مگر بعض بعض لوگ کبھی کوئی فائدہ بھی بیان کرتے ہیں۔ اس لئے ہم پہلے ان فرضی فوائد کو لکھ کر ان پر تبصرہ کریں گے۔

(۱) (خوبصورت چہرہ پر ڈاڑھی بُری لگتی ہے)

یہ بالکل غلط ہے۔ خوبصورت چہرہ کے حُسن کو ڈاڑھی زیادہ کر دیتی ہے بشرطیکہ ڈاڑھی کی بُری وضع سے تراش خراش نہ کی جائے۔ بلکہ چہرہ کی موزونیت کے لحاظ سے ڈاڑھی کا قد و قامت ہو خصوصاً ابتدائی جوانی میں اگر ڈاڑھی کو نہ چھیڑا جائے تو اس کے ملائم سیاہ گھنگریالے چمکیلے بال بہت ہی اچھے لگتے ہیں۔ اس زمانہ کے بعد جب ڈاڑھی بڑی ہو جائے تو موزوں خط خواہ فرنچ کٹ ہو یا ایڈورڈ فیشن یا کوئی اور طرز چہرہ پر بہت زیب دیتا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ جس طرح سر کے بالوں اور موچھوں کی خبر گیری کی جاتی ہے ڈاڑھی میں بھی کنگھی اور تیل باقاعدہ ہونا چاہیئے اور حجامت ہفتہ وار ضروری ہے۔ ہاں خشخاشی ڈاڑھی جس میں صرف چھوٹے چھوٹے نکلے کے سے بال نکلے ہوئے ہوں بُری لگتی ہے۔ مگر یہ ڈاڑھی رکھنا نہیں کہلاتا۔ یہ ایک بہانہ ہے۔ اسی طرح منڈی ہوئی ڈاڑھی یکدم بڑھا دو تو پہلے پہل واقعی بُری لگتی ہے مگر جب اپنے انداز پر آجاتی ہے تو خوبصورت ہو جاتی ہے۔ اوّل دن سے ہی رونگٹا نہ نوچو نہ کاٹو تو پھر ہم شرط لگاتے ہیں اگر ڈاڑھی بدصورت معلوم ہو۔

(۲) (ڈاڑھی منڈانے میں صفائی زیادہ ہے اور چونکہ ہم صفائی پسند ہیں اسلئے ڈاڑھی منڈاتے ہیں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب:۔ جو لوگ صفائی پسند ہیں وہ اپنے جسم کے باقی حصّوں کی طرح ڈاڑھی کو بھی خوب صاف رکھ سکتے ہیں۔ ۵ وقت تو کم از کم وضو ہی کرتے ہیں۔ صابن سے ایک دفعہ دھو سکتے ہیں۔ کنگھی روغن کر سکتے ہیں۔ اس میں کیا دِقّت ہے۔

پھر ایسے صاف ہیں تو سر کیوں نہیں روز منڈاتے۔ ٹانٹ کرا دیا کریں۔ بلکہ آجکل تو جنٹلمینوں کے سر کے بال مولویوں کی ڈاڑھیوں سے بھی لمبے ہوتے ہیں انکی صفائی کس طرح کرتے ہیں۔ کسقدر تعجّب کی بات ہے کہ ظاہر میں صفائی کا عذر پیش کیا جاتا ہے مگر ایسے "صاف" لوگوں کو میں نے طبّی طور پر دیکھا ہے تو ایسی حالت پائی ہے کہ خدا کی پناہ۔ برسوں تو زیر ناف بال صاف نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات وہاں جوئیں پڑ جاتی ہیں بغلوں میں بدبو کا بھبکا آتا ہے اور چار چار انگل بال وہاں موجود ہوتے ہیں۔ غرض انکی فطرتی صفائی کی بابت کچھ نہ پوچھو۔ ناخن لمبے اور میل سے بھرے ہوئے۔ دانتوں کی حالت قابلِ رحم موچھیں ۲-۳ انچ لمبی۔ جب دودھ پیتے یا کھانا کھاتے ہیں تو چکنائی لگ کر وہ تعفّن پیدا ہوتا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ مجھے تو انکی بیویوں پر رحم ہی آتا ہے کہ بچاریاں کس طرح موچھوں کی بدبو سونگھتی ہونگی اسوقت صفائی نہیں سوجھتی۔ پس صفائی اسی میں رہ گئی ہے کہ صبح اُٹھتے ہی اُسترا لیا اور ڈاڑھی کے گرد ہو گئے۔ ایک یوروپین بظاہر نہایت صاف آدمی کا میں بواسیر کا اپریشن کرنے لگا تو اسکے پاخانے کی مینگنیاں غالباً کئی ہفتوں کی خشک شدہ پردہ کی جگہ بالوں میں اُلجھی ہوئی تھیں۔ غرض دعویٰ صفائی کا بالکل غلط ہے۔ اندرونی حال سے ہی انکی صفائی نظر آجاتی ہے۔

(۳) (ڈاڑھی کی غور پرداخت میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے)

یہ عذر بھی غلط ہے۔ وقت تو روزانہ مونڈنے والوں کا ضائع ہوتا ہے۔ جو ہر روز ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ اسی کے لئے وقف کرتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ ڈاڑھی والے کو شاید ۵ منٹ سے زیادہ خرچ نہیں کرنے پڑتے۔ پس وقت کے ضائع ہونے کا عذر غلط ہے بلکہ اصل میں وقت منڈانے والے کا ضائع ہوتا ہے۔

(۴) (ڈاڑھی مفید چیز نہیں۔ بچّوں اور عورتوں کے نہیں ہوتی اگر ضروری چیز ہوتی تو ہر انسان کے ہوتی)

یہ بھی نامعقول عذر ہے۔ بچّوں اور عورتوں کے گلے کی حفاظت کے لئے انکی گردن اور جبڑے کے اردگرد چربی کی تہ ہوتی ہے جو مردوں میں نہیں ہوتی۔ بیشک ڈاڑھی منڈا کر آدمی اور طرح گلے کی حفاظت کر سکتا ہے مگر صرف سردی کا بچاؤ ہی ایک واحد ضرورت نہیں ہے بلکہ ڈاڑھی سے مرد عورت اور بچّہ میں تمیز ہوتی ہے اور اور فوائد بھی ہیں۔ کیا دنیا میں ہر چیز ہر انسان میں ہونی چاہیئے۔ کیا مردوں کو یہ کہنا زیبا ہے کہ ہم میں عورتوں اور بچّوں سے عقل زیادہ ہے یا جرأت زیادہ ہے یا رجولیت زیادہ ہے۔ اس لئے یہ چیزیں یعنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عقل جرأت رجولیت بُری چیزیں ہیں۔ اگر اچھی ہوتیں تو ہر انسان یعنی عورتوں اور بچوں میں بھی ہوتیں؟

(۵) (اگر ڈاڑھی مرد کے ضروری ہوتی تو دنیا کی ہر قوم کے مردوں میں ہوتی حالانکہ برہما۔ چین۔ ملایا۔ حبش اور کئی ملکوں کے مردوں کے ڈاڑھی مونچھ بالکل نہیں ہوتی)

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ بیشک بعض قوموں اور ملکوں میں ڈاڑھی نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ قوموں اور عمدہ پیداوار اور موسم کے ملکوں میں ڈاڑھی عطا کی گئی ہے۔ ادنیٰ قوموں اور ادنیٰ ملکوں میں جس طرح حُسن کم ہے دماغ چھوٹا ہے۔ عقلیں کمزور ہیں۔ اُسی طرح ڈاڑھی جو مرد کی شان اور زینت ہے اس سے اس ملک اور قوم کو بھی مزین نہیں کیا گیا۔ گورے اور گندم گوں اعلیٰ دماغ والوں اور ابو ویوشن میں اعلیٰ درجہ کی قوموں کو یہ تحفہ دیا گیا ہے پس یہ انکی بڑائی اور فضیلت ہے۔ اور کون ہے جو فضیلت کے تمغہ کو رد کرے؟

(۶) (ڈاڑھی میں جراثیم پرورش پاتے ہیں اور جراثیم سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔)

ڈاڑھی مونچھ سر کے بال۔ تمام بدن کی کھال ناخن۔ ہاتھ پیر کپڑوں غرض دنیا کی ہر چیز میں جراثیم اگر ٹھکانا کر لیتے ہیں تو کیا دنیا کو بھی برباد کر دیا جائے۔ سچ پوچھو تو مرد کو خنازیر اور گلے کی بیماریاں زیادہ تر اس زمانہ میں پیدا ہوتی ہیں جب اسکے منہ پر ڈاڑھی نہیں ہوتی یعنی لڑکپن کے زمانہ میں۔ ڈاڑھی کی وجہ سے بیمار ہونا آج تک سننے میں نہیں آیا باقی یہ کہ انگریز لوگوں کی صحت تمام طور پر اچھی ہوتی ہے۔ اسکے ہزاروں اور باعث ہیں نہ کہ ڈاڑھی کا منڈانا علم حفظان صحت ایک بڑا وسیع علم ہے اور جو اس سے فائدہ اُٹھائیگا اسے نفع ہوگا۔

(۷) (کالر کوٹ نکٹائی میلے ہوجاتے ہیں) طلبا اور نوجوانوں کو لمبی ڈاڑھی کی ضرورت نہیں ڈاڑھی تو حقیقت میں عمر کے ساتھ ساتھ لمبی ہونی چاہیئے۔ چھوٹی ڈاڑھی نہ کالر خراب کرے نہ کوٹ اور ٹائی۔ یہ چیزیں تو میلی گردن اور میلے سر کے بالوں سے خراب ہوتی ہیں۔ اور کالر جو لوگ لگاتے ہیں وہ تو روزانہ اسے بدلتے ہیں۔ خواہ ڈاڑھی ہو یا نہ ہو۔ پھر اگر بفرض محال ڈاڑھی کی وجہ سے کوئی کپڑا جلدی میلا بھی ہو جائے تو بھی شریعت کی پابندی کے ثواب کے آگے اس ذراسی بات کی کیا ہستی ہے۔ ایک جگہ دعوت میں کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ ایک بچہ نے اپنا سالن سے بھرا ہوا ہاتھ پانی کے گلاس کی طرف بڑھایا۔ اور اس لڑکے کے باپ نے کہا کہ بیٹا بائیں ہاتھ سے گلاس پکڑو ورنہ گلاس میلا ہو جائیگا۔ ایک بزرگ بھی وہیں بیٹھے تھے فرمانے لگے بیٹا دائیں ہاتھ سے ہی گلاس لو۔ گلاس کے میلا ہو جانے سے دل کا میلا ہونا زیادہ بُرا ہے۔ کیونکہ اگرچہ بائیں ہاتھ کے ساتھ پانی پینے سے گلاس صاف رہیگا مگر سُنت کی نافرمانی کی وجہ سے دل پر میل آجائیگا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گلاس کا صاف کرنا آسان ہے دل کے صاف کرنے سے۔

(۸) (عمر بڑی معلوم ہوتی ہے) یہ بات بھی بالکل لغو ہے اگر کسی نے تم کو غلطی سے ۱۸ کی جگہ ۲۰-۲۲ سال کا سمجھ لیا تو تمہارا کیا بگڑ گیا۔ ہاں جہاں اصلی ضرورت ہوتی ہے کہ عمر تشخیص کی جائے وہاں اور ذرائع استعمال کیئے جاتے ہیں نہ کہ ڈاڑھی کی لمبائی ناپی جاتی ہے۔ اگر صرف ڈاڑھی پر عمر کا انحصار ہوتا تو شاید سکھوں کو تو سکولوں اور سرکاری ملازمتوں میں بالکل ہی نہ لیتے۔

(۹) (ہمارے افسر ڈاڑھی منڈی ہوئی پسند کرتے ہیں یا یہ کہ ہمارے محکمہ ملازمت میں ڈاڑھی رکھنے کی اجازت نہیں)

میں یہ ماننے کو تیار نہیں کہ گورنمنٹ کے تمام محکمے اور تمام حکام اپنے ملازمین کو ڈاڑھی منڈانے پر مجبور کرتے ہیں۔ ورنہ مذہبی آزادی کے معنی ہی کیا ہوئے؟ ہاں ذاتی طور پر ممکن ہے کہ بعض افسر یہ پسند کرتے ہوں کہ ہمارے ماتحت ڈاڑھی صاف رکھیں۔ سو انکو کھول کر سمجھانا چاہیئے کہ ہم ڈاڑھی کسی فیشن یا رواج کی بنا پر نہیں رکھتے بلکہ ایک اسلامی حکم کی فرمانبرداری میں رکھتے ہیں اور یہ ہمارا مذہبی معاملہ ہے جب افسر اسکو سمجھ لیگا کہ یہ مذہبی بات ہے تو وہ کبھی پھر ایسی بات نہ کریگا کہ تم کو مجبور کرے۔ کیونکہ آخر لاکھوں سکھ بھی تو سرکاری محکموں میں ہیں جنکو کوئی افسر اشارۃً بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ اگر کوئی کہے بھی تو وہ اسے سیدھا کر دیں کیونکہ ان میں اس معاملہ میں ایک مذہبی غیرت ہے۔ جب افسر دیکھتا ہے کہ ۹۹ فیصدی مسلمان میرے محکمہ کے ڈاڑھی منڈاتے ہیں تو پھر وہ حیران ہوتا ہے کہ ایک فیصدی مسلمان کیوں رکھتے ہیں اور قدرتاً معترض ہوتا ہے۔ پس جس طرح تم کوشش کرتے ہو کہ لوگ خواہ وہ کسی قوم یا مذہب کے ہوں بری باتیں چھوڑ دیں اور نیک باتیں اختیار کریں (کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے) اسی طرح اپنے ہم محکمہ لوگوں اور دوستوں کو یہ تحریک کرتے رہو کہ وہ بھی ڈاڑھی رکھا کریں۔ جس طرح حقہ تمبا کو سگرٹ چھڑانا ایک ثواب کا کام ہے اسی طرح ڈاڑھی رکھوانا بھی ایک نیکی ہے اسی طرح حکام کو یہ ذہن نشین کرانا بھی نیکی ہے کہ یہ شعار اسلامی ہے۔ کیونکہ حکام کی غلط فہمی کی وجہ سے کئی کمزور ملازمین نقصان اٹھا سکتے ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ بعض محکموں میں ڈاڑھی رکھنے کی اجازت ہی نہیں۔ مثلاً فوج میں سو اسکے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح سے پوچھنا چاہیئے اور جو اجازت یا حکم وہاں سے ملے اسپر عمل کرنا چاہیئے۔ بعض اوقات انکا سکرٹری حکام سے خط و کتابت کر کے ایسے ناجائز احکام سے خلاصی دلوا دیتا ہے یا کوئی اور سبیل نکل آتی ہے۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب۔

(۱۰) (ہم صرف جوانی میں منڈائیں گے مگر بڑھاپے میں رکھ لیں گے) اسوقت ساری عمر کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک عادت کو توڑنا مشکل اور محال ہوگا - اور تکلیف دہ ہوگا - لوگوں کو اچنبھے میں ڈالیگا - مگر ہدایت تکلیف دہ ہوگی کیونکہ پہلے ساری عمر چہرہ پر ڈاڑھی نہ رکھی تھی اب جو اس بات سے ڈرتے ہو کہ لوگ تمسخر کریں گے تو کیا اُسوقت نہ کرینگے؟ اس سے بہتر ہے کہ ابھی سے وہ مرحلہ طے کرلو - اچھی بات کے لئے عمر مقرر کرنا اور بڑھاپے کی شرط لگانا بڑی غلطی ہے کیا موت کے دن کا ٹھیکہ کسی کے پاس ہے؟

(۱۱) (ایک صاحب فرمانے لگے کہ ہم تو اس لئے ڈاڑھی مُنڈاتے ہیں کہ بڑھاپے میں نہ سفید بال دکھائی دیں گے نہ بُرے معلوم ہونگے) خُوب دُور کی سُوجھی - ۳۰ سال پہلے سے بڑھاپے کے مخفی رکھنے کا انتظام کرلیا - مگر یہ بھی بہانہ ہے - سفید بال کی سفید کھونٹی برابر چمکیگی اور نظر آئیگی - اگر سفید بالوں کا ایسا ہی خوف ہے تو خضاب ہو سکتا ہے - مہربان من بڑھاپے میں تو مُنڈی ڈاڑھی سخت مکروہ معلوم ہوتی ہے - اس عمر میں تو بڑی ڈاڑھی ہی بہت موزون ہے۔

(۱۲) (ڈاڑھی اس لئے منڈاتے ہیں کہ ہماری ڈاڑھی ہی بدصورت ہے) بدصورت ڈاڑھی شاذ و نادر ہوتی ہے - اور انہی چہروں پر ہوتی ہے جو خود بدصورت ہوتے ہیں - اکثر تو یہی ہے کہ ڈاڑھی کا رکھنا ایسے چہروں کی بدصورتی کو چھپا دیتا ہے - پھر ڈاڑھی بالوں کی ہوتی ہے - کوئی گوشت اور ہڈی کی چیز تو ہے ہی نہیں کہ جیسی اُگے اس میں تغیر و تبدل نہ ہو سکے - کتر کر اسے موزون اور خوبصورت کیا جا سکتا ہے۔

(۱۳) (ابھی ڈاڑھی نکل رہی ہے اور صرف ٹھوڑی پر ہے اگر چھوڑ دیں تو وہ بُری لگیگی ہم اسلئے اُسترہ پھرواتے ہیں کہ جلد سارے چہرہ پر نکل آئے اسوقت البتہ چھوڑ دینگے) یہ عذر بھی غلط ہے کیونکہ مَیں نے نہیں دیکھا کہ جب ڈاڑھی پوری اُتر آئی ہو تو پھر ایسے عادی مُنڈوانے والے ڈاڑھی چھوڑ دیں - یہ تو صرف بہانہ ہے - اصل تو تقلید فیشن ہے - ڈاڑھی ہمیشہ پہلے ٹھوڑی سے شروع ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ سارے چہرہ کو گھیر لیتی ہے - ہاں بعض لوگوں کی ہمیشہ چگی ہی رہتی ہے - وہ اُسے موزون بنا سکتے ہیں۔

(۱۴) (چہرہ صاف صاف لگتا ہے اس لئے ڈاڑھی منڈاتے ہیں) بیشک ابتدائی سال دو سال میں نرم بال مُنڈے ہوئے صاف صاف لگتے ہیں مگر اسکے بعد تو ڈاڑھی والا حصّہ جھانویں کی طرح کھردرا اور سیاہی مائل دُور سے ہی الگ لگ کا معلوم ہوتا ہے اور وہ صفائی جس کا ذکر کرتے ہیں معدوم ہو جاتی ہے۔

یارو! تم مرد ہو مردانہ حُسن اختیار کرو - لڑکوں اور عورتوں کے حُسن کی نقل تم کو زیبا نہیں - ورنہ پھر بھی رکھو پوڈر بھی لگاؤ اور نازک اندام بن جاؤ - بتاؤ تو سہی کہ پھر تم میں اور ہیجڑوں میں کیا فرق رہا؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۵) دہم ابتدا سے ڈاڑھی مُنڈا رہے ہیں اور خدا کے فضل سے بہت مخلص احمدی ہیں یہ عادت چونکہ ابتدا سے پڑی ہوئی ہے اس لئے اس کا چھوڑ دینا دِقّت طلب ہے اور پھر ہے بھی معمولی بات۔ سارا زمانہ اسمیں مبتلا ہے۔ کیا ڈاڑھی بھی اسلام کا کوئی اصولی مسئلہ ہے) یہ عذر بہت وزن دار ہے اور اوّل سے آخر تک درست ہے بیشک پہاڑ کا اُٹھانا آسان ہے مگر عادت کا توڑنا مشکل ہے۔ بیشک آپ نہایت مخلص احمدی ہیں بیشک ڈاڑھی رکھنا اسلام کا اصولی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ساری کی ساری بات صحیح ہے مگر میرے پیارو کیا جہادِ نفس بھی کوئی چیز ہے؟ کیا دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا بھی کوئی معاہدہ کیا تھا؟ کیا اگر یہ معمولی سی عادت نہیں ٹوٹ سکتی تو پھر مشکل اور زیادہ راسخ عادتیں کس طرح توڑو گے؟ کیا تعظیم شعائر اسلام کی کوئی مرتبہ رکھتی ہے کیا ادخلوا فی السلم کافۃً کا حکم یاد ہے؟ کیا غیر مذاہب اور دشمن اسلام قوموں کے شعار کو ترجیح دینا اور ایسے تشبہ اختیار کرنا کوئی اچھی بات ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم۔ ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالًا مبینًا۔ کیا ایک فیشن اور رواج کو ترجیح دیکر شریعت کو پس پُشت ڈالو گے؟ دیکھو صحابہؓ نے رسوم کس طرح چھوڑ دیں۔ آنحضرتؐ نے کس طرح چھوڑ دیں ساری عمر کی گھٹی شراب کی تھی۔ ایک آواز ڈھنڈورے والے کی سُنی کہ آج سے شراب حرام ہے پس اُسی وقت مدینہ کے کسی برتن میں شراب کا ایک قطرہ باقی نہ رہا۔ نسلوں کے عادی نشہ باز یکدم پاکباز ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے زید کی بیوی سے نکاح کر لیا حالانکہ آپکو ضرورت نہ تھی۔ کئی بی بیاں موجود تھیں مگر صرف اسلئے کہ ایک غلط رواج دنیا سے دُور ہو جائے اس امر کو اختیار کیا۔ تم اسلامی شریعت کو ترک کر کے غلط رواج اختیار کرتے ہو!! عملی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کا استخفاف کرتے ہو اور زبان سے نہیں بلکہ چہرہ سے کہتے ہو کہ یہ طریقہ شرعی طریقہ سے اچھا ہے! پیارو! کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ بیشک ہم غلطی کرتے ہیں مگر ایک معمولی اور ادنیٰ غلطی ہے۔ مَیں بھی کہتا ہوں کہ ہاں یہ ایک فروعی غلطی ہے اصولی نہیں۔ مگر یہ غلطی تم سے پہلے بہتوں نے کی اور وہ پھر اسی پر ٹھہرے نہیں رہے۔ بلکہ ہر دفعہ انکا قدم نیچے ہی چلتا گیا۔ پہلے ڈاڑھی مُنڈائی پھر مونچھیں بڑھائیں۔ پھر کچھ دن بعد ہیٹ لگائی۔ پھر اہل مغرب کی باقی تمام رسوم کو بھی لے لیا۔ پھر نماز میں سستی کی یہاں تک کہ وہ ترک ہو گئی پھر شراب پی۔ پھر کلب میں جوا کھیلا پھر گو نام انکے عبد اللہ یا ہدایت اللہ تھے مگر وہ اسلام سے رفتہ رفتہ ایسے ہی نکل گئے جیسے کمان سے تیر۔ ان کی بی بیاں بے پردہ غیروں کے ساتھ پھرتی ہیں اور ان کی بیٹیاں آزاد ہو گئیں۔ اور وہ بھی ابن الوقت ہونے کے بعد سوائے کھانے پینے اور فیشن ایبل لباس پہننے کے نہ قوم کے کسی کام آئے نہ دین کے بلکہ خسر الدنیا والاخرہ ہو گئے۔ یہ نتیجہ تھا شریعت کو چھوڑ کر خدا کی دشمن قوم کے ساتھ تشبہ اختیار کرنیکا ایک قدم اُٹھتا ہے تو وہ وہیں نہیں رہتا بلکہ آہستہ آہستہ سب باتوں کی نقل اُتارتے اُتارتے آخر بالکل وہی بن جاتے ہیں۔ دیکھو ابھی ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ جب پھر دنیا اسلام کی طرف متوجہ ہوگی اور سوائے اس مذہب کے باقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب مذاہب اور تہذیبیں ہباءً منثوراً ہو جائینگی تم ابھی سے اسلامی قانون اور اسلامی رواج کے دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کرو۔ نہ کہ اسکے برخلاف۔ تم شریعت کی امانت کے حامل ہو۔ پس اسکے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شعبہ میں بھی کسی قسم کی خیانت نہ کرو۔

ایک نکتہ سُن لو! بہت سے لوگ اپنے اخلاص اور عمل اور علم کے لحاظ سے ہر طرح خدا کے برگزیدہ ہوتے ہیں مگر صرف ایک معمولی نقص کے باعث وہ خواص میں داخل نہیں ہوسکتے۔ اگر وہ ایک نقص اُٹھا دیا جائے تو اپنی دوسری تمام خوبیوں کی وجہ سے وہ یکدم اعلیٰ علیین پر پہنچ جائیں۔

پس ایسا نہ ہو کہ تمھاری تمام دوسری خوبیاں اور تمام محسن صرف اس ایک معمولی کوتاہی کی وجہ سے کامل بننے سے رہ جائیں۔ بعض دفعہ محبوب کے چہرہ سے پردہ اُٹھنے میں صرف ایک روک اور وہ بھی نہایت معمولی روک حائل ہوتی ہے مگر پردہ خواہ موٹا ہو یا پتلا بہرحال ایک روک ہے پس اپنے سب پردوں کو اُٹھا دو اور اس ایک کو بھی ممکن ہے کہ صرف یہی ایک پردہ وصل میں روک ہو۔

کیا یہ بات عجیب نہیں کہ سکھ اس معاملہ میں اپنے ایک گرو کے حکم کی اتنی فرمانبرداری کریں۔ اور مسلمان اپنے آپ کو مسلمان (فرمانبردار) کہکر ذرا ذرا سے احکام کی تعمیل میں لیت و لعل کریں! حالانکہ تمھارے والا حکم ان کے حکم سے بہت زیادہ نرم اور قابل قبول ہے۔

(۱۶) (مُنڈی ڈاڑھی حکام دیکھتے ہیں تو ملازمت جاری رہتی ہے اگر ڈاڑھی دیکھ لیں اور وہ سفید ہو جائے تو پنشن پر بھیجدیتے ہیں) یہ بھی بالکل غلط بات ہے سرکار جب ایک شخص کو ملازم رکھ لیتی ہے تو یا تو ۵۵ سالہ ہونے پر پنشن دیتی ہے یا ۳۰ سال ملازمت پوری ہونے پر۔ کوئی قاعدہ ایسا نہیں نہ کبھی ایسا ہوا کہ کسی افسر نے رپورٹ کی ہو کہ فلاں ملازم کی ڈاڑھی سفید ہے اسلئے اسے پنشن دیدی جائے۔ سرکار کے قاعدے ایسے بچے نہیں کہ قینچی یا اُسترے سے ان میں ترمیم ہوا کرتی ہو۔ ہاں کوئی بیمار ہو یا خود درخواست پنشن کی کرے یا نالائق ہو تو اُسے پنشن پر بھیجدیا جاتا ہے۔ یہ عذر میں نے کئی لوگوں سے سُنا ہے۔ مگر اسکی بیہودگی ظاہر ہے۔ اگر ایسا ہی خود ساختہ وہم ہے تو ڈاڑھی کو مقطع کرو اور اسکو سیاہ کرلو۔ سرکار تو کام کو دیکھتی ہے۔ ڈاڑھی کے متعلق مجھے پنشن کے قواعد میں کوئی دفعہ یا آرٹیکل نہیں ملا۔

(۱۷) (مسلمان لوگ مونچھیں کاٹتے ہیں۔ بغل اور زیرناف بال صاف کرنے کا انکے ہاں حکم ہے اگر ڈاڑھی کو بھی اسی طرح صاف کر دیا تو کیا حرج ہے۔ اگر ڈاڑھی رکھنی ضروری ہے تو بغل وغیرہ کے بال بھی رکھے جاویں کیونکہ وہ بھی قدرت نے ہی پیدا کیئے ہیں) ۔ مہربان من! اگر انسان اپنی ابتدائی جنگلی اور وحشیانہ حالت میں ہوتا تو بیشک ہم اسکے بغلوں اور زیرناف بالوں کو بھی قائم رکھتے مگر وہ اب مہذب ہوگیا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کپڑے پہننے لگ گیا اس لئے کپڑوں کی موجودگی میں اور تمدنی حالت میں اسکو ان بالوں کی ضرورت نہیں رہی۔ لباس نے وہ غرض پوری کردی۔ پھر ہم ڈاڑھی کو بھی تو یہ نہیں کہتے کہ خودرَو گھاس کی طرح بڑھائے جاؤ بلکہ اسے دو حدوں کے درمیان مقید کردیا ہے یعنی ایک مُشت اور دو انگلیوں سے بڑی نہ ہو اور مُنڈی ہوئی نہ ہو۔ پھر چہرہ کی زینت بناکر اسے اسی طرح کاٹ چھانٹ کر رکھو جس طرح باغ کا مالی گھاس یا پودوں وغیرہ کو رکھتا ہے۔ تاکہ وہ باغ کی زینت ہوں۔

یورپ کی تقلید

اصل میں تو یہ انگریزوں کی تقلید ہے۔ مدرسوں میں طلباء سے اُستادوں سے۔ حُکام سے انگریزوں سے۔ غرض ہر طرف سے اس رواج کو دیکھ کر نوجوان اس کو پسند کرنے لگ جاتے ہیں مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ یورپ ہی کی تقلید کرنی ہے تو پھر اُس یورپ کی کریں جو ڈاڑھی والا یورپ ہے تاکہ شریعت پر بھی عمل رہے اور فیشن بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ انگلستان کا شاہی خاندان اور خود بادشاہ سلامت ڈاڑھی رکھتے ہیں۔ فرانس میں اکثر لوگ فرانسیسی فیشن کی ڈاڑھی رکھتے ہیں۔ جرمن میں جتنے بڑے بڑے پروفیسر اور فلاسفر ہیں اکثر کے مُنہ پر بڑی بڑی ڈاڑھیاں ہیں ٹالسٹائی کے مُنہ پر اتنی بڑی ڈاڑھی تھی جیسی کسی بڑے شیخ کے مُنہ پر ہوتی ہے۔ غرض یورپ میں معززاور بہت بڑے لوگ اور پروفیسر اکثر ڈاڑھی رکھتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ تم ہندوستان کے چند معمولی حکام کا اقتدا تو کرو مگر ان لوگوں کی اقتدا نہ کرو جو انکے بھی بڑے ہیں۔ پھر دیکھو بڑے بڑے پادری سب ڈاڑھی رکھتے ہیں۔ اور لمبی لمبی رکھتے ہیں۔ اور کیسی اچھی لگتی ہے ؏

خود۔ ڈاڑھی کا لفظ بہت ثقیل ہے

معلوم ہوتا ہے کہ ہماری بولی میں جو لفظ "ڈاڑھی" کا ہے یہ اپنی بناوٹ کے لحاظ سے بہت ثقیل ہے۔ زبان پر گراں اور کانوں کو ناگوار ہے اسی لئے ڈاڑھی آجکل کے نفیس مزاجوں کو بہت گراں گذرتی ہے۔ اگر ریش یا لحیہ کی طرح نرم لفظ ہوتا تو ڈاڑھی بھی اتنی ناگوار نہ ہوتی الفاظ کی بناوٹ کا بھی انسان پر اثر ہوتا ہے۔

اسی طرح انگریزی میں بھی Beard بیرڈ بہت سخت اور کرخت لفظ ہے اور انگریزوں کو بھی اسی وجہ سے ڈاڑھی ناگوار ہے ؏

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علاج

ڈاڑھی کی حفاظت کے لئے دو طریقہ ہیں:-

(۱) حفظ ماتقدم یعنی ان نوجوانوں کو بچانا جنہوں نے ابھی تک اُسترا نہیں لگایا۔

(۲) جن کو مُنڈانے کی عادت ہو ان کو روکنا۔

حفظ ماتقدّم

یہ بہت آسان ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نوجوان لڑکوں کے مُنہ پر جب ڈاڑھی نکلتی ہے تو ڈاڑھی سے اُنہیں شرم آتی ہے اور لوگوں کو مُنڈاتے دیکھ کر اُنہیں بھی بچّہ بنے رہنے کا شوق غالب آجاتا ہے۔ پھر دوسرے ہم عمر چھیڑتے ہیں اور چونکہ سارا زمانہ اس مرض میں مبتلا ہے اس لئے انہیں صفائی کی سُوجھتی ہے۔ مگر چونکہ عادی نہیں ہوتے اسلئے انکی اصلاح عادی مُنڈانے والوں کی نسبت بہت زیادہ آسان ہے۔ یہ سچ ہے کہ انسان ہر تغیّر سے گھبراتا ہے۔ مثلاً جوان آدمی کے سر یا ڈاڑھی میں سفید بال آنے شروع ہو جائیں تو وہ بھی پریشان ہوگا۔ اسی طرح لڑکی میں جب جوانی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ بچاری بھی اپنا بدن چُھپاتی پھرتی ہے۔ اسی طرح لڑکے کے ڈاڑھی نکلنے لگے تو وہ بھی گھبراتا ہے۔ مگر کیا ان تغیرات کو ہم روک دیں؟ یہ تجویز غلط ہے۔ ہمارے پاس کوئی ایسا نسخہ نہیں جس سے بال پیدا ہی نہ ہوں۔ مُنڈانے سے ہم اس تغیّر کو ایک دو سال تک مخفی رکھ سکتے ہیں ایسکے بعد بال مُنڈتے مُنڈتے اتنے کرخت ہو جاتے ہیں کہ باوجود صفائی کے وہ کھال میں سے نمایاں طور پر ظاہر ہونگے پھر وہ چُھپانا کس کام آیا؟

نیز چونکہ ڈاڑھی کا مُنڈانا بلا نائی کی مدد کے یا خود استرہ وغیرہ کے خرید لینے کے نہیں ہو سکتا اس لئے ابتدا میں بعض لڑکے یا تو قینچی سے باریک کرتے رہتے ہیں۔ یا پھر اپنے ناخنوں سے روئیں کو نوچتے رہتے ہیں۔ مگر ذرا ٹھوڑی پر ہاتھ پھیرنے سے فوراً انکی یہ کارروائی معلوم ہو جاتی ہے۔

حفظ ماتقدّم کی تدابیر حسب ذیل ہیں۔ اصل اُنکا یہ ہے کہ چند سال تک انکے سرپرست انکو مُنڈانے نہ دیں۔ پھر جب ڈاڑھی نمودار ہو جائیگی اور سال دو سال تک نمایاں رہیگی پھر وہ خود نہیں مُنڈا سکیں گے کیونکہ عادت کا رُخ دوسری طرف ہو جائیگا۔ اسکے لئے ساری ذمہ واری والدین سرپرستوں اور گھر والوں پر ہے اور یہ انہی کا کام ہے:-

(۱) سب سے مقدّم یہ کہ گھر کے بزرگ یعنی باپ دادا چچا بڑے بھائی وغیرہ خود ڈاڑھی رکھتے ہوں بغیر اسکے کوئی نصیحت یا کوشش فضول ہے۔ خاندان میں کوئی نہ مُنڈاتا ہو۔ تو لڑکے جرأت نہیں کرتے۔ بزرگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی ڈاڑھی بڑی رکھیں خشخاشی بھی نہ کرائیں۔

(۲) جب سے روئیں نکلنے لگے ہمیشہ اسکی مونچھوں اور ٹھوڑی پر ہاتھ پھیر کر دیکھتے رہیں کہ کہیں نوچتا تو نہیں یا قینچی تو استعمال نہیں کرتا۔ اور ہر دفعہ منع کر دو کہ ڈاڑھی کو منڈانا نہیں نہ نوچنا ہے نہ ابھی کئی سال تک قینچی لگانی ہے ورنہ خراب ہو جائیگی۔ اور یہ سمجھاتے رہو کہ ہم لوگ مسلمان ہیں۔ اور ڈاڑھی رکھنا ہمارے شعار میں داخل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی سُنّت ہے اور اسلامی حکم بھی ایسا ہی ہے۔ نیز ڈاڑھی کی خوبی اور خوبصورتی کی تعریف کرو۔

(۳) اس کام میں گھر کی عورتوں کی کوشش مردوں سے بھی زیادہ بارآور ہوسکتی ہے۔ لڑکے کی ماں بہنیں ہمیشہ ڈاڑھی رکھنے کی تاکید کریں۔ ڈاڑھی منڈانے والوں کی مذمت کریں اور لڑکے کی اس معاملہ میں اخلاقی مدد کریں تو باہر کا اثر زائل ہو جائیگا ابتدائی ۲-۳ سال گذر جائیں اور ڈاڑھی اچھی طرح نمودار ہو جائے تو پھر امید ہے کہ لڑکا خود بھی یہ کام نہیں کریگا۔ صرف پہلے دو سال اسکی مدد کرو۔ نوجوانوں میں شوق ہوتا ہے حسین بننے اور کہلانے کا اور شیاطین الانس اسی حربہ کو چلا کر بچارے کی ڈاڑھی کی صفائی کراتے ہیں سو ضرور ہے کہ ان کے مقابل گھر کی عورتیں اور لڑکیاں اور اگر شادی ہوگئی ہو تو بیوی بھی علی الدوام ڈاڑھی کے بقا کی کوشش کریں۔ انکا کہنا بہت موثر ہوگا۔ اسکی ڈاڑھی کی خوبصورتی کی تعریف کریں۔ اور منڈی ہوئی ڈاڑھی کی بُرائی اور بدزیبی کان میں ڈالتی رہیں۔

عادی منڈوانے والوں کا علاج

اس میں پھر دو گروہ داخل ہیں:-

(۱) طلباء اور نوجوان جو سرپرستوں کے ماتحت ہیں لیکن انکی نگرانی سے باہر ہیں اور کالجوں اور ہوسٹلوں میں رہتے ہیں۔

(۲) خودمختار لوگ جو پُرانے عادی ہیں۔

(۱) **گروہ اوّل**:- جو طلباء مثلاً لاہور میں یا باہر کسی جگہ ہوسٹلوں وغیرہ میں رہتے ہیں۔ چونکہ وہ اپنے والدین یا سرپرستوں کی نظر سے اوجھل ہوتے ہیں اسلئے اپنے دیگر ہم جلیس طلبہ کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ وہاں کوئی منع کرنے والا اور ٹوکنے والا نہیں ہوتا۔ نہ کوئی نگران ہوتا ہے۔ ایسے لڑکوں کا بچاؤ بہت زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ جس دنیا میں وہ رہتے ہیں وہاں اکثر لوگ اسی عادت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ انکے لئے یہی بہتر ہے کہ سرپرست جب گھر سے انکو روانہ کریں تب انکو نصیحت کر کے رخصت کریں بلکہ معاہدہ لیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جب موسمی اور دیگر تعطیلات میں گھر آیا کریں تو انکا جائزہ لیا جائے۔ جہاں انکا مقام ہے وہاں کے احباب یا سکرٹری تعلیم و تربیت یا کسی اور دوست کے ذمہ یہ نگرانی لگائی جائے۔ لڑکے کو خطوط میں دیگر نصائح کے ساتھ ساتھ ہمیشہ یہ تذکیر ہوتی رہے کہ ایسا کام نہ کرے۔ پھر اسکے لئے دُعا بھی کرتے ہو کہ خدا تعالیٰ اس پُر فتن زمانہ میں اسکو ظاہری اور باطنی اسلامی خوبیوں سے آراستہ اور شریعت کے احکام کا فرمانبردار بنائے۔ کیونکہ دُعا کا اثر انسانی تجاویز سے بہت زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ پھر بھی ممکن ہے کہ بعض لڑکے کہنا نہ مانیں اور فیشن کی رَو میں بہ جائیں۔ اور نصیحت اور نگرانی انکو ناکافی ہو۔ سو انکو ملامت بھی کرنی چاہیئے اور غیرت دلانی چاہیئے کہ دیکھو سِکھ نوجوان تو اس معاملہ میں اپنے مذہب پر قائم رہیں اور تم مسلمان اور احمدی مسلمان ہو کر اپنے مذہبی شعار سے نفرت کرو!! ۔ اگر پھر بھی نہ مانیں تو جیب خرچ وظیفہ اور فرمائشات کی کمی کافی دباؤ ڈال سکتی ہے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے بھی گھر کی عورتوں کی کوشش بہت بارآور ہو سکتی ہے۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنی اولاد کو ابتدا ہی سے دین کی تعلیم دو اور دین کی محبّت پیدا کرو اور دینداروں کی صحبت میں بٹھاؤ۔ تاکہ انکے عقائد۔ اخلاق اعمال سب درست ہوں۔ ورنہ یہ محض فضول ہے کہ لڑکا دہریہ ہو آوارہ ہو۔ بے دین ہو یا بے نماز ہو۔ قرآن سے مس نہ ہو مگر زور دیا جائے تو ڈاڑھی رکھنے پر۔!

یہ تو ایک فروعی بات ہے۔ شروع سے اولاد کی تربیت ہی اس نیّت اور کوشش سے کیجائے کہ وہ خادمِ دین بنیں۔ اور جب ہر طرح ان میں دین رچ جائیگا تو فروعی نقائص کی اصلاح بہت آسان ہے اور ذرا سی حفاظت اور نصیحت کارگر ہو سکتی ہے۔

(۲) دوسرا گروہ پُرانے عادی ڈاڑھی مُنڈوں کا ہے جو آزاد ہیں اور بڑی عمر کے انسان ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ بہت مخلص ہیں۔ مگر یا تو انکو کسی نے صحیح طور پر اسکی اہمیت نہیں بتائی۔ یا وہ اسے بالکل معمولی اور غیر ضروری بات سمجھتے ہیں یا پُرانی عادت کی وجہ سے لاچار ہیں۔ اور اسے ترک کرتے شرماتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ڈاڑھی رکھنے کا اخلاص اور دینداری سے کوئی تعلّق نہیں۔

اصل میں انہی لوگوں کے لئے یہ ٹریکٹ لکھا گیا ہے کیونکہ جیسا حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں کہ "ڈاڑھی رکھنا شرعی مسئلہ ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کا اخلاص اس درجہ تک پہنچا ہوا ہے کہ اگر کسی بات کے متعلّق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور شریعت کا حکم ثابت کر دیا جائے تو وہ ضرور اس پر عمل کرینگے۔ ایکدفعہ ایک دوست نے مجھ سے پُوچھا کیا ڈاڑھی رکھنے میں ایمان ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی اتباع میں ایمان ہے۔ اور رسول کریم صلعم کا عمل تھا کہ آپ ڈاڑھی رکھتے تھے۔"

اب ہم حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السّلام کی اس تقریر سے جو آپ نے اس مسئلہ کے متعلّق کانفرنس ۱۹۲۷ء میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمائی کچھ اقتباسات درج ذیل کرتا ہوں۔ اور ایسے احباب کو خود غور کر لینا چاہیئے کہ حضور علیہ السّلام کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے:۔

"ڈاڑھی رکھنا چونکہ شرعی مسئلہ ہے اس لئے کسی کا حق نہیں کہ ڈاڑھی کی لمبائی کی کوئی خاص حد مقرر کی جائے اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک قانون بتایا ہے وہ یہ کہ سُنّت رسولؐ سے مراد وہ اعمال ہیں جو آپ نے خود کیئے اور دوسروں کو انکے کرنے کی تحریک فرمائی۔ پس سُنّت کے معنی یہ نہیں کہ جو کچھ رسول کریمؐ نے کیا وہ سُنّت ہے بلکہ سُنّت یہ ہے کہ وہ کام آپ نے خود بھی کیا اور اسکے کرنے کی دوسروں کو تحریک کی۔ سو رسول کریمؐ کے متعلق یہ ثابت ہے کہ آپ نے ڈاڑھی رکھی اور یہ بھی ثابت ہے کہ دوسروں سے کہا رکھو۔ مگر یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اتنی لمبی ڈاڑھی رکھو۔ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ بعض صحابہؓ کی ڈاڑھی چھوٹی تھی چنانچہ حضرت علیؓ کی چھوٹی ڈاڑھی تھی اور مورخوں کی رائے ہے کہ عام طور پر صحابہؓ کی چھوٹی ڈاڑھیاں تھیں۔ مظہر جان جاناں صاحب کے متعلق بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکی ڈاڑھی مختصر تھی۔ رسول کریمؐ کے متعلق تو یاد نہیں (ترمذی کتاب الآداب میں آتا ہے آنحضرتؐ بھی ریش مبارک ترشواتے تھے۔ مؤلف) مگر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے متعلق معلوم ہے کہ آپ ترئین کراتے اور ڈاڑھی کے بال ترشواتے تھے۔ میں بھی ہمیشہ اسی طرح کراتا ہوں اسوقت میری جتنی ڈاڑھی ہے اگر میں اسے بڑھنے دوں تو اور زیادہ لمبی ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام ہفتہ وار ڈاڑھی کے بال کتراتے تھے جو کئی آدمیوں نے بطور تبرک رکھے ہوئے ہیں۔ میرے پاس بھی ایک شیشی میں تھے جو کسی نے تبرک سمجھ کر اٹھالی۔

ایکدفعہ میں نے طالب علموں کو کہا کہ ڈاڑھی نہ منڈایا کرو تو انہوں نے اُسترے سے منڈانی چھوڑ دی لیکن اُسترے سے بھی نیچے کسی طرح قینچی پہنچا کر منڈا دی جاتی۔ اور جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا منڈائی نہیں کترائی ہے۔

بات یہ ہے کہ ڈاڑھی ہونی چاہیے آگے خواہ وہ چاول کے برابر ہو چاہیئے لمبی ہو۔ پھر چاہے کوئی فیشن ہو۔ جب صحابہؓ میں ایسے تھے جن کی چھوٹی ڈاڑھی تھی تو کسی کی لمبی ڈاڑھی دیکھکر کہنا کہ اتنی ہونی چاہیئے یہ شریعت سے معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلعم کی لمبی ڈاڑھی تھی۔ اگر کوئی لمبی ڈاڑھی رکھتا ہے تو وہ اس بارہ میں بھی آپ سے محبّت کا ثبوت دیتا ہے۔ پس چاہے ڈاڑھی ایک جَو کے برابر ہو یا دو جَو کے۔ چاہے بالشت کے برابر ہو یہ اپنے اپنے مذاق پر منحصر ہے۔ کسی کو اس میں دخل دینے کا اختیار نہیں ہے۔ اگر کوئی دخل دیتا ہے تو وہ شریعت میں دخل انداز ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے شک رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ ڈاڑھی بڑھاؤ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ خوب تیل لگا لگا کر بڑھاتے چلے جاؤ یہ آپ نے یہود کے مقابلہ میں فرمایا جو بالکل ڈاڑھی منڈاتے تھے۔ پس اسکا یہ مطلب نہیں کہ خوب مالش کر کر کے ڈاڑھی کو اتنا بڑھاؤ کہ جھاڑو دینے لگ جائے" (تقریر کانفرنس ۱۹۲۲ء)

(ایک سوال:۔ ڈاڑھی منڈانے والوں کو سزا دینے کا شریعت میں حکم ہے یا نہیں اگر رسول کریمؐ نے کوئی سزا مقرر فرمائی ہے تو اسی کو جاری کیا جائے نئی سزا تجویز کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ورنہ تہجد نہ پڑھنے والوں کے لئے بھی سزا مقرر کرنی چاہیئے۔) حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے فرمایا کہ:۔

"ڈاڑھی نہ رکھنے والے کی سزا کی مثال رسول کریمؐ کے وقت کی اس لئے نہیں دی جاسکتی کہ اسوقت کسی نے ڈاڑھی منڈائی نہیں۔ اور جب یہ صورت ہے تو سزا کی مثال کہاں سے لائیں۔ باقی یہ کہ تہجد نہ پڑھنے والوں کے لئے بھی سزا مقرر کیجائے اسکے لئے یاد رکھنا چاہیئے کہ تہجد کے متعلق رسول کریم صلعم نے حکم نہیں دیا۔ مگر ڈاڑھی رکھنے کے متعلق حکم ہے۔ شریعت کی دو قسم کی سزائیں ہیں۔ ایک تو تعزیر ہے اور ایک قومی اخلاق بگاڑنے والے کے لئے ہے۔ ایسی سزائیں حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے دی ہیں اور ڈاڑھی نہ رکھنے والوں کے لئے ایسی ہی سزا ہے اور اسی لئے اسکے متعلق اسوقت مشورہ لیا جارہا ہے۔ اگر شریعت میں سزا مقرر ہوتی تو پھر مشورہ کی ضرورت نہ تھی۔" (تقریر کانفرنس ۱۹۲۷ء)

اسی کانفرنس میں ایک اعتراض یہ ہوا کہ چونکہ ڈاڑھی منڈانا محرّمات میں داخل نہیں اس لئے ایسے اشخاص وصیّت سے محروم نہیں کئے جاسکتے۔ کیونکہ وصیّت کی تین شرطیں ہیں۔ اوّل یہ کہ چندہ شرط اوّل دے۔ دوسرے یہ کہ اپنے مال کا دسواں حصہ کم از کم دے۔ تیسرے یہ کہ متقی ہو محرّمات سے پرہیز کرنیوالا اور سچّا مسلمان ہو۔

اس اعتراض کے جواب میں ناظر صاحب نے کہا کہ تیسری شق میں ڈاڑھی کا رکھنا آجاتا ہے۔ (کانفرنس ۱۹۲۷ء)

اس کانفرنس میں ڈاڑھی منڈانے والوں کے لئے ۳ سزائیں تجویز کی گئیں:۔

(۱) یہ کہ ایسے لوگوں کو مجلس مشاورت میں حق نمائندگی نہ دیا جائے۔

(۲) ایسے لوگوں کو کوئی مرکزی یا مقامی عہدہ نہ دیا جائے۔

(۳) ایسے لوگوں کو حق وصیّت سے محروم کیا جائے۔

کانفرنس نے پہلی دو باتیں کثرت رائے سے بحضور حضرت خلیفۃ المسیحؑ پیش کیں۔ اور تیسری کو ردّ کر دیا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السّلام نے جو فیصلہ فرمایا وہ حسب ذیل ہے:۔

"میرے نزدیک ابھی اس کمزوری کی وجہ سے کسی سزا کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں میں خدا کے فضل سے اخلاص ہے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر انکو سمجھایا جائے اور بار بار سمجھایا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مضامین لکھے جائیں۔ تو وہ خود بخود اس پر عمل کرنا شروع کر دینگے۔ لوگوں کو ناواقفیت بھی ہے۔ اسلئے کم از کم ایک شرط لگاتا ہوں۔ دوستوں نے اسوقت جو مشورہ دیا ہے اسے میں نے منظور کر لیا ہے کیونکہ میں ڈاڑھی رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ظاہری باتوں کا اخلاق پر بھی اثر پڑتا ہے۔ ایک شخص جو رات کو چھپ کر چوری کرتا ہے اسکے اس فعل کا دوسرے پر اتنا بُرا اثر نہیں پڑتا جتنا ایک چھوٹی بُرائی کا جو علی الاعلان کی جائے۔ پڑتا ہے۔ تو اس تجویز کو منظور کرتا ہوں مگر اس کا نفاذ آج سے ایک سال بعد ہونا چاہیئے اور اس عرصہ میں لوگوں کو سمجھایا جائے کہ ظاہری باتوں کا کسقدر بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور ڈاڑھی رکھنا ظاہری باتوں میں سے ایک ضروری بات ہے۔ پس صیغہ تعلیم و تربیت دلائل سے سمجھا کر لوگوں کو ڈاڑھی رکھنے کا قائل کرے۔" (الفضل ۹ نومبر ۱۹۲۸ء)

جو لوگ لڑکے اور کمسن نہیں ہیں ان کو ہم سوائے احکام شریعت کے پیش کرنے اور دلائل سمجھانے کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بعض لوگوں کی شکایت اسی بارہ میں ہوئی تھی۔ تو آپنے جو فرمایا اس کا یہی مطلب تھا کہ میں پہلے تو ایمانوں کی فکر میں ہوں جب ایمان درست ہو جائینگے اور یہ لوگ میری صحبت میں بیٹھینگے اور میری صورت دیکھیں گے تو خود میری متابعت اختیار کرینگے۔ اب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ آپ مسیح موعودؑ کی متابعت اس امر میں اختیار کر لیں اور جہاں بڑی بڑی قربانیاں مالی اور جانی کی ہیں اور کرتے رہتے ہیں وہاں رواج کو بھی قربان کر دیں کیونکہ بیعت کی دس شرائط میں سے چھٹی شرط یہ ہے:۔

ششم:۔ "یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔"

پس اے میرے بزرگ بھائیو! اور عزیزو!! جو اس غلطی میں مبتلا ہو۔ ان سب باتوں کو سوچو اور آئندہ کیلئے ایسی بات کو چھوڑ دو جو شعار اسلامی کے مخالف اور استخفاف شریعت میں داخل ہے۔ تمام دنیا کی نظریں تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں لوگ تمہاری ہر حرکت اور سکون کو بغور دیکھتے ہیں۔ کیا ایسی بات انکے لئے ٹھوکر کا موجب نہیں ہے؟ کیا اس کی وجہ سے سلسلہ کی بدنامی ہوتی ہے یا نہیں؟ کیا لوگ یہ بات زبان پر نہیں لاتے کہ بھئی دیکھو فلاں شخص احمدی ہے اور ڈاڑھی منڈا کر عیسائیوں اور ہندوؤں کی مشابہت بناتا ہے اور ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم بھی احمدی ہو جائیں؟ بتاؤ تو سہی تمہاری اس ذرا سی بات کا تمہاری اور سلسلہ کی تبلیغ پر کیا اثر پڑتا ہے؟ لوگ تمہارے دلوں کو نہیں دیکھتے نہ وہ تمہارے مخفی اعمال سے واقف ہو سکتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں انکے نزدیک بڑا معیار یہی ہے کہ احمدی سلسلہ اگر خدائی سلسلہ ہے تو اسکا ہر فرد اپنے معاملات اور شکل و شباہت میں سچا اسلامی نمونہ ہو۔ پس ایسا نہ کرو کہ تمہاری وجہ سے کسی کو ٹھوکر لگے کیونکہ اسکا وبال نہ صرف ایسے ہو گا بلکہ ان لوگوں پر بھی جو اسکی ٹھوکر کا باعث ہوئے۔ ربّنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین

احمدی بی بیوں اور لڑکیوں کی خدمت میں اپیل

آخر میں مَیں تمام احمدی بی بیوں اور لڑکیوں سے ایک اپیل کرتا ہوں وہ اکثر کہتی ہیں کہ ہم پردہ میں رہتی ہیں ہمارا دائرہ ملاقات نہایت محدود ہے اور ہمارے خانگی فرائض ایسے ہیں کہ ہم اسلام کی خدمت مردوں کی طرح ادا نہیں کر سکتیں۔

لو۔ اب مَیں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں اگر تمہارے دل میں اسلام کی خدمت کا جوش ہے تو تمہارے لئے بھی بہت موقعہ ہے۔ مردوں اور بچوں کی باگیں تمہارے ہاتھوں میں ہیں۔ اسوقت کفر نے اسلام کے ہر شعار اور ہر رسم پر حملہ کر دیا ہے اور تہیہ کر لیا ہے۔ ۔۔۔ کہ جس طرح ہو سکے اسلامی تمدن کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تم اپنے اپنے گھروں سے اس حملہ کا اندفاع کرو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنے اپنے دائرہ و حلقہ اثر کے اندر کرو۔ نہ صرف اولاد کی نیک تربیت اور دین کا شوق تمہاری وجہ سے پیدا ہو بلکہ ایسی کوشش کرو کہ تمہاری وجہ سے تمہارے گھروں میں سے یہ ڈاڑھی منڈانے کا شوق اور عادت نکل جائے۔ یہ خاص تمہارا علاقہ ہے۔ اگر تم اپنا اخلاقی دباؤ ڈالو۔ اگر تم دل سے اسوقت اس بات پر آمادہ ہو جاؤ کہ ہمارے گھر کا کوئی مرد اور لڑکا آئندہ سے یہ کام نہیں کر سکیگا تو مَیں یقین کرتا ہوں کہ ایک مہینہ کے اندر ایک بھی احمدی ایسا نہیں رہیگا جس کے چہرہ پر اُسترا پھرا ہُوا نظر آئے۔ صرف ہمت درکار ہے۔ اگر چاہو تو یہ تمہاری ذمہ واری لو۔ اور پورا کر کے دکھاؤ تاکہ پھر اس سے بڑھ کر ذمہ واریاں اور ثواب کے کام تمہارے سپرد کیئے جائیں۔ تمہاری ایک نظرِ خاوند کو اس کام سے روک سکتی ہے اور تمہارا ایک حکم تمہارے بچّوں کو اس عادت سے بچا سکتا ہے۔ کیا مَیں اُمید رکھوں کہ تم اس اپیل پر لبیک کہو گی؟

بخدمت ناظر صاحب تعلیم و تربیت

مَیں یہ بات سلسلہ کے کارکنوں کی توجہ میں لانا چاہتا ہوں کہ بعض سرکاری محکموں میں ڈاڑھی کے متعلق مسلمانوں کو بہت تکلیفیں دی جاتی ہیں۔ اس کا انسداد ہمارے محکمہ جات کا کام ہے۔ اوّل تو جیل میں گھستے ہی ہر مسلمان کی ڈاڑھی مونڈی جاتی ہے حالانکہ سکھوں کے ایک بال کو بھی کوئی کتر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں سکتا۔ دوسرے پولیس میں خاصکر پھلور کے سکول کی بابت مجھ سے وہاں کے سپاہیوں اور ہیڈ کنسٹبلوں نے بیان کیا ہے کہ جس شخص کی ڈاڑھی ہوتی ہے اُسے پریڈ میں پکڑ کر کھینچا جاتا ہے اور ڈرل کے میدان میں سب کے سامنے اس طرح ذلیل کیا جاتا ہے۔ اور جب تک ڈاڑھی مُنڈوا نہ لے افسران اسے چین نہیں لینے دیتے۔ یہ گورنمنٹ کے اصولی احکام کی خلاف ورزی ہے اور جبریہ مذہب میں مداخلت ہے، ایسے محکموں سے مثلاً پولیس ٹریننگ سکول پھلور۔ اور فوج اور جیل کی بابت ہماری طرف سے خاص کوشش ہونی چاہیئے کہ اس قسم کی زبردستیاں اور سختیاں نہ ہوں اور جو مسلمان اپنی ڈاڑھی نہ منڈانا چاہیں انکو مجبور نہ کیا جائے۔ اس کام کے لئے مسلسل کوشش اور پراپے گنڈا اور کونسلوں میں سوالات کی ضرورت ہے۔ اور چاہیئے کہ دوسرے سب مسلمانوں سے بھی اس مشترک کام میں مدد لی جاوے ؛

نوٹ:۔ جو صاحب اس تحریک پر خود ڈاڑھی منڈانا چھوڑیں یا کوئی اور شخص انکی نصیحت سے یہ کام ترک کرے انکو چاہیئے کہ اخبار الفضل میں اعلان کر دیا کریں تاکہ حُقّہ نوشی ترک کرنے والوں کی طرح معلوم ہو جائے کہ کس قدر آدمیوں نے اس تحریک کو قبول کیا ہے ؛

برأت

آخر میں مَیں عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے لوگ خال خال اور بہت کم ہیں۔ اس لئے کوئی پڑھنے والا یہ نہ سمجھ لے کہ کافی حصہ جماعت کا اس عادت میں مبتلا ہے۔ مگر ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ساری جماعت میں سے ایک متنفس بھی کسی غلطی اور خصوصاً ظاہری غلطی میں مبتلا رہے ؛

دُعا

خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اسکے تمام فرمانوں پر بے عیب چلنے والے ہوں اور وہ ہماری تمام گذشتہ غلطیوں اور معاصی کو معاف فرمائے اور آئندہ ہمیں انسے اور انکی سزاؤں سے محفوظ رکھے۔ اور ہم پر رحم کرے کیونکہ وہی ہمارا مولا ہے اور اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرے تاکہ مسیح موعود کی آمد کا منشاء پورا ہو۔ اور اسلامی تمدن اور تہذیب دنیا کے ہر گوشہ اور ہر ملک۔ اور ہر قوم کو منور کر دے

اٰمین ؛

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

(محمد اسمٰعیل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تردید کفارہ گیارہ عقلی دلیلوں سے

کفارہ کا مسئلہ عیسوی مذہب کا ایک بڑا اہم اور مایہ ناز عقیدہ ہے بلکہ مسیحیت کا بنیادی پتھر ہے اور اسی مسئلہ کی وجہ سے یہ لوگ غیر مذاہب پر اپنی فضیلت ثابت کیا کرتے ہیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ ان کا عقیدہ ہے کہ فطرت انسانی کا خاصہ ہے کہ گناہ کرے اور گناہ انسان کو آدم سے لیکر بطور ورثہ ملتا چلا آرہا ہے اور گناہ کی سزا جہنم ہے اور اللہ تعالیٰ رحیم بھی ہے اسکا رحم چاہتا ہے کہ اپنے بندوں کو نارِ جہنم سے بچائے۔ دوسری صفت اسکی عادل بھی ہے جو کہ اس امر کی مقتضی ہے کہ انسان کو اسکے گناہوں کی سزا دے۔ اب اگر عدل کرے تو بندے جہنم کا شکار رہے اور ساتھ ہی صفت رحیمیت کا بھی خاتمہ۔ اور اگر رحم برتے تو عدل ناکارہ رہا سو ان دونو صفتوں کو قائم رکھنے کے واسطے ایک تیسری راہ اختیار کی کہ اپنا بیٹا یسوع بے گناہ پیدا کرکے اُسکو بندوں کے گناہوں کے بدلے کفارہ دیا اور عدل قائم کیا یعنی اسکی سزا تمام بنی آدم کے گناہوں کے بدلہ ہوئی اور رحم اس طرح ہوا کہ اُسکے بندے بغیر سزا بھگتنے کے جنت میں چلے گئے سو اب میں بفضل خدا اس بنیاد ناقص کا دلائل عقلیہ سے ردّ کرتا ہوں۔ وما توفیقی الّا باللہ ٭

پہلی دلیل تمام بنی آدم گناہ گار نہیں:

ابن آدم میں گناہ کے پائے جانے کی تین ہی صورتیں ہیں:۔

(۱) یا تو گناہ ماہیت انسان میں داخل ہے یعنی شطر بدن جیسے اور اجزا مثلاً حیوان اور ناطق یعنی جیسے ناطق یا حیوان دونو میں سے ایک کے نہ پائے جانے سے انسان کا وجود نہیں پایا جاتا اسی طرح گناہ بھی ایک تیسری جزء ہے۔ (۲) یا جسم انسانی کے لئے شرط ہے۔ (۳) یا عرض ہوگا جس طرح اور عوارض لاحق ہوتے ہیں اُسطرح یہ گناہ لاحق ہوتا ہے۔

پہلی دو تو بالبداہت باطل کیونکہ یسوعی دنیا بھی مانتی ہے کہ آدم شجر کو چکھنے کے بعد گناہ گار ہوا پہلے نہیں تھا اور اسوقت مکمل انسان۔ اس میں کامل طور پر پائی جاتی تھی۔ معلوم ہوا کہ گناہ جزءِ بدن تو نہیں کیونکہ جزو وہی ہوتی ہے جسکے بغیر مکمل وجود نہ پایا جائے مگر یہاں گناہ کے بغیر آدم کا مکمل وجود تھا اسلئے جزء بدن ہونا تو باطل۔

اب رہا شرط ہونا اور خارج عن الماہیت یہ بھی باطل کیونکہ بچے کو سب لوگ معصوم مانتے ہیں حتّٰی کہ یسوع مسیح فرماتے ہیں "بچوں کو میرے پاس آنے دو کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسوں کے لئے ہی ہے" معلوم ہوا کہ بچے گناہ سے پاک ہیں اور لفظ انسان بچے پر ایسا ہی مطابقی دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک جوان یا بوڑھے پر سو معلوم ہوا کہ گناہ وجود انسانی کے لئے شرط بھی نہیں۔ اب رہی تیسری بات کہ عرض ہو سو عرض یا لازم ہوگا یا مفارق۔ یہ لازم تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے نہیں کیونکہ عرض لازم وہ ہوتا ہے کہ ملزوم کا وجود جب بھی پایا جائے ساتھ یہ بھی پایا جائے مگر ایسا تو ہے نہیں کیونکہ بچہ کا وجود انسان کی شکل میں موجود ہے مگر گناہ کوئی نہیں سو معلوم ہوا عرض مفارق ہے سو یاد رہے کہ عرض مفارق کا ہر وقت اور ہر وجود میں پایا جانا ضروری نہیں ہمارا مشاہدہ ہے باپ عالم ہے اور بیٹا جاہل۔ باپ کئی قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر مرا مگر بیٹا بالکل صحیح۔ سو ہر بنی آدم میں گناہ کا ثابت کرنا دعویٰ بلا دلیل ہے جب سب بنی آدم گناہ گار نہ ہوئے تو کفارہ کی ضرورت نہ رہی ؛

دوسری دلیل بائیبل کے پڑھنے سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو گناہ سے بچانے کے لئے ابتدا سے دو ہی طریق اختیار کئے ہیں ایک تو نبی جب کبھی گمراہی چھائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی مبعوث ہو گیا اور اگر لوگوں نے انکار کیا تو دوسرا طریقہ عذاب کا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے بھیجا جیسا کہ متعدد مقامات پر بائیبل میں مذکور ہے چنانچہ پہلی کتاب پیدائش میں ہی آتا ہے۔ کہ حضرت نوحؑ کی قوم نے جب نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اب زمین گناہوں سے بھر گئی اب میں عذاب بھیجکر اسکو پاک کروں گا سو اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کیا اور قوم غرق کی ذرا عیسوی حضرات بتائیں کہ اسوقت کفارہ اللہ تعالیٰ کے ذہن میں تھا یا نہیں اگر تھا تو چاہیئے تھا کہ کہتا اے نوحؑ ان لوگوں کو گناہ کرنے دو ہم نے اپنا بیٹا انکے بدلے صلیب پر کھینچنا ہے اور چاہیئے تھا انکو عذاب نہ دیتا اگر اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا تو کیوں اسکا اظہار نہ فرمایا اور قوم کو کیوں غرق کیا اور بعد میں لوگوں کو کہا کہ تمھارے گناہ میرا بیٹا اٹھائیگا اس سے ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے جو فلسفہ کی رو سے محال ہے اگر کہو کہ کفارہ کی تجویز بعد میں ہوئی تو خدا تعالیٰ ایک انسان عاجز کی طرح ناقص العقل ٹھیرا جو اسکی صفات کے منافی ہے ؛

تیسری دلیل کفارے کا عملی ثبوت دنیا میں کوئی موجود نہیں اسکا وجود محض انکی زبانوں تک ہی منحصر ہے۔ جیسا کہ وجود عنقا۔ اتنے بڑے اہم مسئلے کا کوئی عملی ثبوت بھی ہونا چاہیئے جیسا کہ انبیاءؑ کی صداقت کے ثبوت روز روشن کی طرح ظاہر ہیں مثلاً حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم ان جہلاء عرب میں تشریف لائے جو علم و عقل سے خالی تہذیب و شرافت سے کوسوں دور اور انسانیت سے بے بہرہ تھے آپ نے فرمایا اگر تم میری اطاعت کرو گے تو تم باعلم اور باخدا انسان بن جاؤ گے سو ایسا ہی ظہور میں آیا یہ ہے ایک عملی ثبوت۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سچے نبی تھے مگر کفارے کا کوئی عملی ثبوت نہیں پایا جاتا۔ چاہیئے تھا کہ وہ گناہ جو آدم اور حوا کو بقول انجیل لاحق ہوا ان سے مٹ جاتا مگر ہمارا مشاہدہ بتاتا ہے کہ یہ حضرات بھی ابھی تک اسی گناہ میں مبتلا ہیں ؛

وہ گناہ کیا تھا؟ عیسائی صاحبان کہتے ہیں کہ جب آدم نے گناہ کیا تو سزا ملی۔ تو اے آدم اپنے پسینہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھائیگا اور اے حوّا تُو درد سے بچہ جنے گی۔

مجھے اس کفارہ ساز دوست کے اس ڈھکوسلے پر حیرانی آتی ہے۔ کہ بغیر سوچے سمجھے ہی یہ سزا تجویز کرلی حالانکہ یہ کئی وجوہ سے باطل ہے مثلاً بہت سی بانجھ عورتیں ہیں جو نہ بچے جنتی ہیں نہ انکو دردِ زہ ہوتا ہے کیا وہ بنی آدم سے نہیں؟ اسی طرح کئی سادھو اور دیوانے ہیں جنکو بغیر مشقت کے روٹی میسّر آتی ہے کیا وہ بنی آدم سے نہیں؟ اور دردِ زہ تو ایسی چیز ہے جو تمام مادہ حیوانات کو بچہ جنتے وقت ہوتا ہے۔ کیا ان تمام حیوانات نے وہی پھل کھایا ہے؟۔ سو اوّل تو یہ دعویٰ ہی باطل ہے کہ یہ سزا اُن کو ملی تھی۔ اگر ہم تسلیم بھی کرلیں تب بھی ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کوئی بھی مسیحی عورت یوروپین ہو یا ہندوستان کی ایک بھی ایسی نہیں جو کہ بچہ جنے اور دردِ زہ اسے نہ ہو اور کوئی بھی مرد نہیں جو کہ بغیر محنت کے روٹی کھائے بلکہ کئی اچھوت اقوام کے افراد ہیں کہ ان بیچاروں کو بعض دفعہ سارا سارا دن کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ پس کفارہ نے ان سے کوئی تخفیف نہیں کی۔ پھر یسوعی دنیا کا اپنے رائج کردہ گناہ میں خود مبتلا ہونا اس امر کا ثبوت ہے کہ کفارہ کچھ نہیں یہ محض ایک غلط فہمی ہے۔

چوتھی دلیل دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی کوئی شخص کسی دوسرے کی ذمہ واری اپنے سر پر لیتا ہے تو حاکم اس سے دریافت کرتا ہے کہ تم خوشی سے ضامن ہوتے ہو یا زبردستی۔ اگر وہ خوشی سے کہے تو منظور ہوتا ہے اور اگر ذرا بھی شبہ ہو تو اُسی وقت اس ضمانت کو باطل کیا جاتا ہے گویا کہ ضامنی میں ضامن کا بخوشی رضامند ہونا شرط ہے اور کفارہ بھی چونکہ ایک عظیم الشان ضمانت ہے اس میں بھی یسوع مسیح کی رضامندی شرط ہے۔ لیکن کتاب مقدس سے ثابت ہے کہ یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے وہ فرماتے ہیں "ایلی ایلی لما سبقتنی" "اے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ پھر فرماتے ہیں "اے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ (صلیبی موت) مجھ سے ٹال دے"۔

اے مسیحی مذہب کے انصاف پسندو! ذرا غور تو فرماؤ کیا خوشی سے جان دینے والے کی زبان سے ایسے پُردرد الفاظ ہی نکلا کرتے ہیں کیا انہی اقوال کو تصوّر کر کے کہا کرتے ہو کہ یسوع مسیح نے ہمارے گناہوں کی خاطر خوشی سے جان دیدی۔ پس انکا ایسے پُردرد الفاظ بولنا یہ ثبوت ہے کہ نہ آپ گناہوں کی خاطر خوشی سے صلیب پر چڑھے اور نہ کفارہ ہوئے ؛

پانچویں دلیل کفارہ اللہ تعالیٰ اور یسوع مسیح دونو کو غیر عادل ہی نہیں بلکہ مخالف انصاف ٹھیراتا ہے۔ معاذ اللہ

کہا جاتا ہے کہ خدا نے اپنی صفت عدل کو قائم رکھنے کے لئے اپنے بیٹے یسوع مسیح کو گناہوں کا کفارہ کیا۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ ظلم تو یہی ہے کہ زید چوری کرے اور بکر کو سزا ملے اگر دنیاوی حکومتوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ایسا ہو جائے تو آج ہی تمام معاملہ درہم برہم ہو جائے اس سے بڑھ کر اور کیا بے انصافی ہے کہ بیٹا عاجزی سے پکارے "اگر ہو سکے تو یہ پیالہ (صلیبی موت کا) مجھ سے ٹال" مگر باپ بغیر کسی جرم کے اسکو پھانسی دے یہی تو انصاف کا خون ہے اگر یہ ظلم نہیں تو پھر ظلم کا وجود جہان سے مفقود ہے۔

شق ثانی :- گناہ دو قسم کے ہیں۔ حقوق اللہ۔ حقوق العباد۔ ایک شخص نے خدا تعالیٰ کی نماز نہ پڑھی تو اس کا گناہ یسوع مسیح نے اٹھا لیا۔ لیکن اگر زید نے بکر کی ۵۰ روپے کی گھڑی اٹھائی اور اپنا نام عنایت مسیح رکھ لیا اور کفارہ پر ایمان لے آیا تو حق العباد کس طرح ادا ہوا۔ اب بکر غریب نہ تو اسکو سزا دلوا سکتا ہے کیونکہ مجرم وہ نہیں بلکہ گناہ اٹھا لینے والا اور نہ اپنی گھڑی لے سکتا ہے۔ عیسائی دوستو! ذرا غور تو کرو۔ کہ کیا کفارہ ہی عدل کے لئے زہر قاتل نہیں؟

چھٹی دلیل } کفارہ ہی بدیوں کو بڑھاتا ہے) ہم دیکھتے ہیں کہ چور چوری سے اس لئے جھجکتا ہے کہ اگر میں پکڑا گیا تو سزا ملیگی۔ لیکن اگر اُسے یقین ہو جائے کہ میری چوری کی سزا مجھے نہیں ہوگی کسی دوسرے کے ذمّے ہے تو وہ لامحالہ چوری بغیر خوف کے کریگا سو اسی طرح اگر صرف رحم کی امید ہوتی تو ہو سکتا تھا کہ انسان گناہ سے رُکے کہ شاید مجھ پر رحم ہو یا نہ ہو لیکن جب اسکو یقین ہو جائے کہ سزا مجھے ملتی ہی نہیں تو پھر وہ گناہ سے ہرگز نہیں رُکیگا اور اسی بنا پر ایک پادری نے کتاب لکھی ہے "صرف ایمان لاؤ"

اے کفارہ کی پیاری قوم! خدارا ذرا غور تو کرو کہ کفارہ گناہ کو مٹاتا ہے یا کفارہ گناہ کی رغبت دلاتا اور دلیری پیدا کرتا ہے ؛

ساتویں دلیل } یہ کفارہ اللہ تعالیٰ کو ایک عاقل کی پوزیشن میں ظاہر نہیں کرتا۔ (معاذ اللہ) دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر وہ اچھا ہوتا ہے جو کہ اپنے تجربہ شدہ ادویات سے مریضوں کا باقاعدہ علاج کرے لیکن وہ ڈاکٹر جو کہ اپنی پچھلی ادویات سے تنگ آکر انہیں چھوڑ دے اور مریضوں کو دیکھ کر اپنے بیٹے کا پیٹ چیر ڈالے اور کہے کہ یہ میں نے رحم کیا ہے ان بیماروں پر۔ ایسے ڈاکٹر کو عموماً جاہل اور یسوعی دوست تو خصوصاً اور یقیناً اجہل اور دیوانہ کہینگے سو اللہ تعالیٰ ان عیوب سے پاک ہے کہ اپنی پہلی تدابیر کو ترک کرے اور مایوس ہو کر یسوع مسیح کو صلیب دیدے۔

آٹھویں دلیل } کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ موت فی الذات کوئی چیز نہیں یعنی شرط انسانیت نہیں بلکہ محض گناہوں کی مزدوری ہے۔ سوچا ہیئے تھا کہ کفارہ پر ایمان لانیوالے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موت سے پاک ہوتے کیونکہ یہ تو بیچارے معصوم ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کفارہ ماننے والے بھی بلاناغہ گناہ گاروں کی طرح موت کا شکار ہوتے ہیں یہ ثبوت ہے کہ کفارہ وغیرہ کوئی نہیں یہ ایک وہم ہے۔

نویں دلیل کفارہ ساز کفارہ کے اثبات میں ایک مثال پیش کیا کرتے ہیں کہ ایک قرضدار بادشاہ کے سامنے پیش ہوا جو کہ اپنے قرض کو ادا کرنے سے عاجز تھا سو بادشاہ نے اپنے عدل کے ماتحت اُسے جیل میں جانیکا حکم کیا مگر پاس ہی اس بادشاہ کا بیٹا بیٹھا تھا اس نے رحم برتا اور اپنے خزانے سے اسکا روپیہ ادا کر دیا عدل بھی قائم رہا اور رحم بھی بحال رہا۔ ہم کہتے ہیں اگر بیٹا اپنے خزانے پر ایسے کُلّی اختیار رکھتا ہے کہ بغیر کسی معاوضہ کے کسی کا قرضہ ادا کر دے تو باپ کو یہ حق کیوں حاصل نہیں کہ اپنے خزانے سے ادا کر دے اگر کہو کہ انصاف نہیں رہتا تو یہ کونسا انصاف ہے کہ بیٹے کے بے گناہ خزانے سے خواہ مخواہ وہ روپیہ ادا کرے انصاف تو اس طرح بھی جاتا رہا۔

دسویں دلیل کفارہ کی بنیاد ایک ایسے بودے عقیدے پر ہے جس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا اور نہ کوئی عاقل اسکو تسلیم کرتا ہے۔ یہ صرف اس بنا پر صحیح ہو سکتا ہے کہ عدل کے متضاد رحم ہے حالانکہ یہ وہم بالبداہت باطل ہے۔ آجتک کسی عاقل نے بھی یہ نہیں کہا کہ عدل کے متضاد رحم ہے بلکہ یہ نکتہ انہی حضرات کو سُوجھا ہے۔ یسوعی دوستو! عدل کا متضاد رحم نہیں بلکہ ظلم ہے جیسے کہتے ہیں فلاں حاکم ظالم ہے اور فلاں عادل ہے۔ کبھی بھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ فلاں عادل اور فلاں رحیم ہے پس یہ دعویٰ کرنا کہ عدل اور رحم دو متضاد چیزیں ہیں جو ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتیں یہ ایک وہم ہے جو کہ کفارہ سازوں ہی کو سوجھا ہے عدل و رحم نہیں بلکہ عدل اور ظلم ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ مثلاً ایک مزدور سے ہم ایک روپیہ روزانہ مزدوری دینے پر کام کرواتے ہیں اور شام کو ایک روپیہ اور چار آنے دیتے ہیں تو عدل بھی ہو گیا کہ اسکی مزدوری کے مطابق روپیہ اسے دیا گیا اور رحم بھی ہو گیا کہ اُسے چار آنے زائد دیئے گئے کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ یہاں عدل نہیں رہا بلکہ عدل تو اس طرح جاتا تھا جبکہ ہم اُسکو روپیہ کی بجائے آٹھ آنے دیتے۔ مگر ہم نے اس کی محنت سے بڑھکر اسے پیسے دیئے تو عدل بھی قائم رہا اور رحم بھی ثابت ہو رہا سو یاد رہے عدل کا متضاد رحم نہیں بلکہ ظلم ہے جسکا اکٹھا ہونا عدل کے ساتھ محال ہے۔ یہ صریح غلطی اور کم فہمی ہے کہ عدل کے متضاد رحم کو رکھا جائے یہ انہی حضرات کے غور و فکر کا نتیجہ ہے خدا تعالیٰ ان کو ایسے پر معارف دماغ مبارک کرے۔

گیارھویں دلیل دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ چھوٹی چیز بڑی چیز پر قربان کیجاتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثلاً سپاہی حولدار پر قربان اور حولدار لیفٹیننٹ پر قربان وہ جرنل پر قربان وہ چیف کمانڈر پر اسی طرح آخر وہ بادشاہ پر۔ لیکن ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا کہ کسی معمولی سپاہی کے لئے بادشاہ قربان کیا جائے اسی طرح دیکھو اگر کسی کا لڑکا بیمار ہو تو وہ اطباء کی ہدایت کے ماتحت بیسیوں ٹیرو مرغ ذبح کر کے قربان کر دیگا مگر ایسا عقل کا دشمن کبھی بھی نہیں دیکھا گیا کہ مُرغ کے چوزے کی خاطر اپنے دس بارہ سالے بچے کو ذبح کر لے کیونکہ یہ عقل کے خلاف ہے۔

لیکن میں قربان جاؤں اس کفارہ ساز کی عقل صحیحہ پر جس نے کفارہ کی بنیاد ایسے اصول پر رکھی جسکو فطرت انسانی ایک منٹ کے لئے بھی تسلیم نہیں کرتی۔ سو معلوم ہُوا کہ کفارہ عقل کی رُو سے بھی بالبداہت باطل ہے۔ یہ گیارہ دلائل ہی کافی ہیں۔

ہم اس بودے وہم کی پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ دلائل نقلیہ سے بھی رد کرینگے؛

صدر انجمن احمدیہ کے اخبارات

۱۔ احمدیہ گزٹ } نظارتوں کی رپورٹیں اعلانات ہدایات ماہوار عمر سالانہ

۲۔ الفضل } حضرت امام کے کلمات طیبات تقاریر خطبات جمعہ شائع کرتا ہے ہفتہ میں دو بار ۶ھ سالانہ

۳۔ ریویو آف ریلیجنز اردو } تائید احمدیت پر علمی مضامین ماہوار سے سالانہ

۴۔ ریویو آف ریلیجنز انگریزی } لنڈن سے نکلتا ہے " اٹھ سالانہ

۵۔ سن رائز " } نوجوانوں کو اسلام پر مضبوط رکھنے کیلئے پندرہ روزہ عما سالانہ عہ طلباء سے

۶۔ مصباح } خواتین سلسلہ احمدیہ کا اخبار مہینے میں دو بار " عما سالانہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لال شربت

بچّہ و زچّہ کے لئے آبِ حیات ہے

لال شربت شیر خوار بچّے۔ معصوم لڑکے اور زچہ کو یکساں فائدہ پہنچاتا ہے اس کے پینے سے لاغر جسم بچّے موٹے تازے، تندرست بنے رہتے ہیں شیریں وخوش ذائقہ ہونے کے سبب سے وہ بڑے شوق سے اسے پیتے ہیں۔ کف۔ کھانسی۔ سردی اور دانت نکلنے کی تکلیف رفع ہوجاتی ہے۔ زچّہ کے لئے یہ ایک دوا ہے جس سے خون زیادہ پیدا ہوتا ہے اور طاقت بڑھتی ہے۔

قیمت فی شیشی (چار آؤنس) بارہ آنہ ۱۲ر محصولڈاک آٹھ آنہ ۸ر

S.K.B تارا ٹریڈ مارک رجسٹرڈ

ہیلک

S.K.B تارا ٹریڈ مارک رجسٹرڈ

جلدی امراض کیلئے نہایت اکسیر ہے

اس مرہم کے استعمال سے پھوڑا۔ پھنسی۔ معمولی و زہریلے زخم۔ کٹے۔ جلے یا خراش کی وجہ سے جو زخم ہوجاتے ہیں بہت جلد آرام ہوجاتے ہیں۔ اسکے لگاتے ہی درد و جلن دُور ہوجاتی ہے اور دل کو تسکین ہوتی ہے چہرے کی چھائیں و منہاسے کو بھی دُور کرتا ہے اور چھوٹے چھوٹے جانور مثلاً بھڑ۔ بچھو وغیرہ کے کاٹے ہوئے زہر کو فوراً دفع کرتا ہے کھیل کوُد ورزش میں لگے ہوئے چوٹ کو آرام کرنے میں لاثانی ہے۔ ہر وقت پاس رکھنے کے لائق ہے۔

قیمت فی ڈبیہ دس آنہ ۱۰ر

محصولڈاک چھ آنہ ۶ر

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن (صیغہ نمبر ۱۱) پوسٹ بکس ۵۵۴ کلکتہ